www.novelsclubb.com
زمهریر
ناولز کلب
عمارہ حسین
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

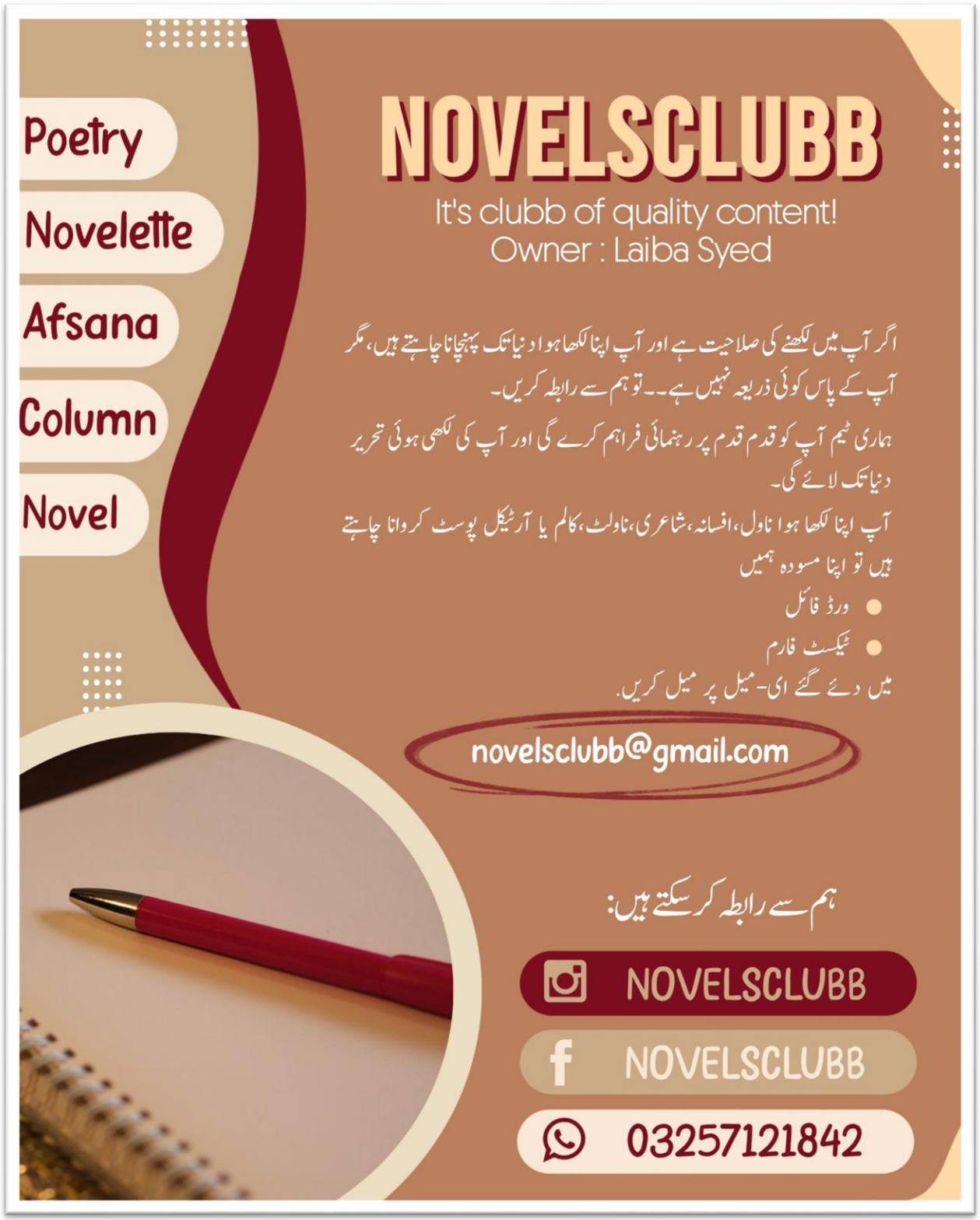
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زمهریر

از قلم

عماره حسین

www.novelsclubb.com

ساتواں باب:

"فریب و سقوط"

"دشمن کو قریب رکھو کہ ان کی سانسیں ہی، ان کے زوال کی دھن بناتی ہیں۔"

چاند کی چاندنی شہر موسٹر پر پھیلے رات کے اندھیرے کو کم کرنے کی کوشش میں تھی۔ کاٹیج سے ملحقہ گیسٹ ہاؤس میں، دو نفوس رات کے اس دوسرے پہر، گرم بستروں کی آسائش میں بھی نیند کی آغوش سے محروم تھے۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے پریسہ کنعان کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں ٹکائے ہوئے تھی۔ کچھ دیر پہلے سیٹنگ روم میں ہونے والی اس کی ایلف حانم سے گفتگو کے دوران رونے کے باعث اس کی آنکھوں کے پپوٹے گلابی دکھائی دیتے تھے۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ ایلف حانم داؤد سلطان کے اس طرح گھر آنے پر اتنی پریشان کیوں ہو گئی تھیں، اور جب پریسہ نے اس کی رنگز اور انگیجمنٹ والی بات انہیں بتائی تو، ان کا چہرہ سپید ہو گیا۔ نہ جانے وہ اس سے اتنی سہمی ہوئی کیوں تھیں، حالانکہ وہ کسی بھی طرح اس کے بیک گراؤنڈ یا کام سے

واقف نہیں تھیں۔کام سے تو خیر بذات خود وہ بھی واقف نہیں تھی،اسے بس اتنا پتا تھا کہ وہ اپنے امپلائیز پر بے جا سختی کرنے والا ایک کھڑوس باس ہے، جسے صرف اکڑ اور دوسروں پر دھونس جمانا آتا ہے۔لیکن ایک چیز جس پر وہ مسلسل سوچے جا رہی تھی ۔وہ ان پراسرار واقعات کا داؤد سلطان کے ساتھ جڑا ہوا ہونا تھا۔یہ سارے واقعات ان دونوں سے کسی نہ کسی طرح جڑے ہوئے تھے۔جس ڈائیری کو وہ لاکھ کوششوں کے بعد بھی کھول نہیں پائی تھی،وہ اس نے اس کے سامنے نہایت آسانی کے ساتھ کھول دی تھی لیکن جب وہ اسے کھولنے لگی تھی تو اس کی گردن کا زخم رسنے لگا تھا۔پھر وہ اس جھیل میں غائب ہو گیا،جو کہ اس کی اپنی مہربانی تھی،اس کے بعد اسے میز کی درز سے وہ کتاب ملی، جس میں کسی اور زبان کی لکھائی تھی۔یہ سب نارمل نہیں تھا۔وہ دونوں کسی جادوئی دنیا سے جڑے ہوئے تھے،یقیناً کوئی اور دنیا موجود تھی، کیونکہ ایلف حانم کی باتیں چاہے جتنی ہی ڈھکی چھپی ہوئی ہوتی تھیں،وہ کسی جگہ کی جانب اشارہ کرتی تھیں جو اس دنیا سے اوجھل تھی۔اور داؤد سلطان۔۔کیا وہ اس دنیا کو دیکھ آیا تھا،یا پھر وہ یونہی غائب ہوا تھا۔اور اب وہ اس سے جاننا چاہتا تھا،کہ وہ وہاں کیسے پہنچا،تاکہ وہ دوبارہ وہاں جا سکے۔آنکھیں کھڑکی کے پردے پر ٹکیں سوچوں کی جنگ میں پھنسیں ان واقعات کو کسی پزل

کی طرح جوڑنے کی کوشش میں تھی۔اس نے کہا تھا اسے واپس جانا ہے۔لیکن کیوں؟؟؟۔وہ وہاں واپس کیوں جانا چاہتا ہے۔۔؟؟وہ ان گتھیوں کو سلجھا نہیں پا رہی تھی۔اور ایلف حانم ۔۔وہ یقیناً اس سے کچھ چھپا رہی تھیں۔وہ ضرور داؤد سلطان کے بارے میں کچھ جانتی تھیں۔

اس کے ذہن کے پردے پر ان کا رنگ بدلتا پیلا پڑتا چہرہ لہرایا۔ایسا کیا نقصان تھا جو ان رازوں سے پردہ اٹھانے پر اسے پہنچنے والا تھا۔ایک اکتاہٹ بھری سانس لے کر اس نے کمبل اپنے اوپر درست کیا اور کروٹ لے کر تکیے پر سر رکھ دیا۔اس کے کمرے کی دیوار کے دوسری طرف بستر پر لیٹی ایلف حانم کسی کشمکش میں مبتلا تھی۔کروٹ پر کروٹ بدلتے،اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔اس کا ذہن بار بار کچھ دیر پہلے کا منظر اس کے سامنے ابھارتا جاتا تھا۔

”میں کچھ نہیں بتا سکتی پریسہ۔۔۔میں کچھ بھی بتاؤں گی تو تمہیں نقصان پہنچے گا،میں تمہیں کچھ ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔۔“

www.novelsclubb.com

"آپ مجھے یہ تک نہیں بتا سکتیں کہ میرا اور آپ کا رشتہ کیا ہے۔۔۔آپ کو سب معلوم ہے لیکن آپ۔۔۔پھر بھی مجھے کچھ نہیں بتا رہیں۔۔جانتی بھی ہیں کہ کتنی اذیت میں ہوں میں۔۔۔" وہ سرخ آنکھیں لئے تقریباً چلائی تھی۔

"زندگی نے کیسا مذاق کیا ہے میرے ساتھ۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے بتایئے کون کھیل رہا ہے میری زندگی کے ساتھ۔۔کون ہے جس نے میرے خاندان کے ساتھ اتنا سفاکانہ سلوک کیا ہے ۔۔۔میں کچھ سمجھ نہیں پا رہی۔میرے ارد گرد پزلز کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں۔۔جن کا مجھے علم ہی نہیں۔۔کہ کہاں کس کو رکھنا ہے۔۔آپ سب کچھ جانتی ہیں لیکن پھر بھی مجھے اس اذیت سے نہیں نکال رہیں۔کیوں کر رہی ہیں آپ ایسا میرے ساتھ۔وہ لاونج میں رکھے صوفوں میں سے ایک پر غم و غصے کی ملی جلی حالت میں گرنے کے سے انداز میں بیٹھی،اس سے کچھ فاصلے پر ایلف سانس روکے بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہی تھی۔جس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا ،اور ناک رونے کے باعث سرخ تھی۔اس نے پریسہ کو ہاتھوں سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔اس کی حالت بکھری ہوئی تھی اور اس کا دل اس لڑکی کی حالت دیکھ کر پسیج رہا تھا۔اسے پہلے سے ہی علم تھا کہ پریسہ ان حالات کی بدولت کافی تکلیف سہے گی۔لیکن کچھ بھی تو اس کے ہاتھ میں

نہیں تھا۔وہ نہ تو پہلے کچھ کر پائی تھی اور نہ ہی اب کچھ کر سکتی تھی۔اگر وہ پریسہ کو بتا پاتی کہ کیسے اس نے بناماں باپ کے اسے بڑے ہوتے دیکھا ہے۔کیسے اس نے کئی برسوں سے اپنے دل کو اس تک پہنچنے کے لئے مچلتے محسوس کیا تھا۔اس کے لئے تو یہ پچھتاوا ہی سب سے بڑا تھا کہ وہ اپنی بہن کی آخری نشانی کو خود پال نہیں پائی،وہ دور سے ہی اتنے ماہ وسال اسے دیکھتی رہی،لیکن وہ اسے وہ محبت دے نہ پائی جو اس کا فرض تھا،غزال کی موت کے بعد اس نے یہی تو سوچا تھا،کہ وہ اس کی پرورش کرے گی،وہ اسے ان لوگوں سے لڑنا سکھائے گی جنھوں نے اس سے بہت کچھ چھین لیا تھا۔وہ جب بھی شمس الدین سے اس سے ملنے کے لئے پوچھتی تھی،ان کے چہرے پر ایک تاریک سایہ گزر جاتا۔ان کی آواز کی لرزش واضح ہو جاتی۔

"ایلف بیٹے۔۔میں تمہاری پریسہ کے لئے محبت سے واقف ہوں،لیکن تمہارا اس کے قریب آنا ۔اسے مشکل میں ڈال سکتا ہے۔میں پریسہ کے لئے کوئی رسک نہیں لے سکتا۔میں نے اسے بہت احتیاط سے پالا ہے۔تمہاری اس کے پاس موجودگی انہیں یہاں تک کھینچ لائے گی۔وہ کسی بھی طرح یہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے۔وہ مجھ سے وہ مانگیں گے جو میں انہیں نہیں دے سکتا۔میں بے بس ہوں۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"کیا مانگیں گے وہ۔۔۔داؤد سلطان کو۔۔۔" وہ آنسوؤں سے تر چہرہ لئے بھیگی آواز میں دبا دبا چلائی ۔جس کا آپ کو علم تک نہیں ہے کہ کہاں ہے۔جس کی وجہ سے ہم سب اس مصیبت میں ہیں۔ ۔۔"

"وہ بچہ ہے ایلف۔۔۔اسے تو علم بھی نہیں۔۔۔"

"وہ "ابھی" بچہ ہے۔۔۔۔بابا۔۔۔وہ کپکپاتے لب بھینچ کے سرخ آنکھیں ان پر جمائے ان کے مقابل کھڑی ہوئی۔

"لیکن جس دن وہ جوان ہوا۔۔۔اس دن سے ڈرنا چاہئے ہمیں۔کیونکہ سب سے پہلا کام جو اس کا ہوگا، وہ اپنے ماں باپ کو ڈھونڈنا ہوگا۔اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔۔۔"

"تم مستقبل کی فکر کو خود پر سوار نہ کرو۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہوگا"

آنسوؤں کی دھند میں ماضی کے کئی مناظر ابھر کر غائب ہوئے۔اس نے اپنے گھٹنے پر رکھے پریسہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔وہ روتے روتے سو چکی تھی۔ایلف کی آنکھوں سے نکلتے آنسو، گالوں پر سے لڑھکتے اس کے بالوں میں جذب ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

"بابا کاش آپ یہاں ہوتے۔۔میں آپ کو بتاتی۔۔جس مستقبل کا مجھے خوف تھا،وہ آچکا ہے۔اور مجھے سمجھ نہیں آرہا،اس سے بچنے کے لئے ہمیں کیا کرنا پڑے گا۔۔"

♦♦♦

آج کے دن کا سورج،اس ٹھٹھراتے شہر پر حدت بھری نرم کرنیں بکھیرے ہوئے تھا۔شہر کے لوگ مصروف دکھائی دیتے تھے۔آفسز میں کھٹاکھٹ کیبورڈز پر چلتی انگلیوں کی آوازیں،تعلیمی اداروں میں کلاسز کا آغاز،ہرے بھرے درختوں میں گھرے مخروطی گلابی چھتوں والے مکانات کی چمنیوں سے تروتازہ فضا میں تحلیل ہوتے دھوئیں۔پیر کا دن سب کے لئے مصروفیات لاتا تھا۔شہر موسٹر کی پبلک لائیبریری بھی کچھ اسی قسم کے ارتعاش کا شکار تھیں۔ تہہ خانے میں واقع لائیبریری کے آرکائیوروم جو گہرے بھورے اور کریم کلر کی تھیم سے آراستہ تھا وہاں کھلے لہر کھاتے شہد رنگ بال پشت پر ڈالے اس نے بالوں کی سیدھی مانگ نکال رکھی تھی۔مانگ کی دونوں اطراف کے بالوں کو ہلکے فرنچ ٹوسٹ میں سیکیور کیا ہوا تھا۔چند بل کھاتی باریک لٹیں اس کے چہرے کے دونوں اطراف گر رہی تھی۔اس کی بھنوئیں مصروف سی سکڑی ہوئی تھیں۔نیوی بلو سکرٹ پر آسمانی رنگ کا پھولا ہوا اونی سویٹر تھا۔وہ ایسے ہی پھولا ہوا

تھا جیسے کاٹن کینڈی ہوتی ہے۔نرم سی،ہاتھ لگانے پر دب جانے والی۔اس کے سامنے لیپ ٹاپ پڑا تھا۔جس میں وہ مختلف کتابوں کی اینٹریز دے رہی تھی۔دفعتاً لیپ ٹاپ کے پاس رکھا اس کا فون تھرتھرایا۔اس نے لائبریری میں موجود ہونے کے باعث فون وائبریشن پر سیٹ کیا تھا۔کیبورڈ پر متحرک اس کی انگلیاں لمحے بھر کو رکیں،دوسرے ہاتھ سے وائبریٹ ہوتا سیل اٹھایا،اور سکرین پر جلتے بجھتے نام کو دیکھ کر ہی اس کے اندر تک کڑواہٹ گھل گئی۔اس نے والیم ڈاؤن کا بٹن دبایا۔وائبریشن بند ہو چکی تھی،لیکن کال ہنوز آ رہی تھی۔اس نے خود کو پوری طرح لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ کیا۔دوبارہ سے کھلے رجسٹر میں سے کتابوں کی اینٹریز زبان پر رٹیں اور اسے سکرین پر کھلی ایکسیل شیٹ میں ٹائپ کرنے لگی۔لیکن وہ پہلی سی دلجمعی اب باقی نہ تھی۔اس کی بھٹکتی نظریں پاس رکھے سیل فون کی جانب بار بار اٹھ رہی تھیں۔کل جو سین اس نے مام کے سامنے بنایا تھا اس کے بعد سے اس کا دماغ پوری طرح ماؤف ہو چکا تھا۔یہ شخص اب ہاتھ دھو کے اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔اسی وقت فون کی سکرین روشن ہوئی اور میسیج کا نوٹیفیکیشن دکھائی دیا۔اس نے ایک گہری سانس لے کر فون اٹھایا۔

"تو کیا میں وہیں آجاؤں لائبریری۔۔؟؟شائد تمہیں ہیلپ چاہیئے؟" وہ چونکی۔ گردن اٹھا کے گلاس ڈور کی جانب دیکھا۔اس کا کچھ پتا نہیں تھا،وہ کہیں بھی اس کے پیچھے آسکتا تھا۔وہ اس کا سامنا مزید نہیں کرنا چاہتی تھی۔بس کوئی احساس اسے چوکنا رکھے ہوئے تھا۔اس کی انگلیاں فون پر کچھ ٹائپ کرنے لگیں۔

"ضرورت نہیں۔۔اپنے کام سے کام رکھو۔تم نے جو حرکت کی ہے وہ نہایت عامیانہ ہے۔تم مجھے اپنے جرائم میں ملوث کرنا چاہتے ہو نا۔۔مجھے مسلسل سٹاک کرنے کا یہی مقصد ہو سکتا ہے تمہارا" اس کی ماتھے کی شکنیں اور آنکھوں میں غصے کا تاثر بڑھنے لگا۔

"کسی انجان لڑکی کو اس طرح بدنام کرنا کہاں کی انسانیت ہے۔۔"

www.novelsclubb.com

"انجان کون۔۔۔؟؟" فوراً سے ریپلائے آیا۔گویا وہ فارغ ہی بیٹھا تھا۔

"میں اور کون۔۔۔یو کین ناٹ کال می (تم مجھے کال نہیں کر سکتے)۔۔۔تمہیں مجھ سے معذرت کرنی چاہیئے اور آئندہ کبھی اپنی شکل نہیں دکھانی چاہیئے۔۔"

اسی وقت اس کا فون بجنے لگا۔وہ اسے کال کر رہا تھا۔وہ کچھ دیر سکرین کو کشمکش لئے ذہن کے ساتھ دیکھتی رہی اور بالآخر کال اٹھائی۔

"تم کیا چھپا رہی ہو؟اس جھیل والے واقعے کے بارے میں، تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں بتانا چاہیئے، تم مجھے اپنا دوست کیوں نہیں بنا لیتی۔۔"

"میں مردوں کو دوست نہیں بناتی۔۔۔"وہ تڑخ کے ماتھا مسلتے ہوئے بولی۔

"شوہر تو بنا سکتی ہو۔۔۔"

"تم لمٹ کراس کر رہے ہو اب، میں پولیس میں تمہاری کمپلین کر دوں گی، تم جانتے ہو کسی کو سٹاک کرنا اور پریشان کرنا جرم ہے۔میرا اس جھیل والے واقعے سے کوئی تعلق نہیں، وہ آدمی جھوٹ بول رہا تھا۔۔"

"اوکے۔۔۔تو ویڈنگ رنگز کا کیا، میں چاہتا ہوں ہم دونوں مل کر پسند کریں۔۔"اس کی گھمبیر آواز میں اب نرمی تھی، وہ نرمی اس کی مغرور شخصیت سے میل نہیں کھاتی تھی۔وہ الجھن کا شکار ہوئی۔وہ بار بار ویڈنگ رنگز کا ذکر کیوں کر رہا تھا۔کیا وہ اسے کوئی فالتو لڑکی سمجھ بیٹھا تھا۔اور

معلومات حاصل کرنے کے لئے اس سے ایک دم سے اس طرح بات کرنے لگا تھا۔ذہن میں ہوتی ہوئی سوالات کی جنگ سے وہ پریشان ہو کے جھنجھلائی۔

"میں چاہتی ہوں تم اس جھیل میں جا کے دوبارہ ڈوب مرو۔۔اور کبھی واپس نہ آؤ۔۔"

فون پھینکنے کے سے انداز میں ٹیبل پر پٹختے اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین بند کی۔اور اپنی چیزیں سمیٹنے لگی۔اس کا ورکنگ موڈ خراب ہو چکا تھا، بھنوئیں غصے سے تنی ہوئی تھیں۔اس نے ریوالونگ چیئر کی پشت سے اپنی شرٹ سے ہم رنگ ہلکا آسمانی لانگ کوٹ اٹھایا۔اور کندھے پر بیگ کی سٹرپ پہنتے روم سے باہر آگئی۔

موسٹر پبلک لائیبریری سے کئی کلومیٹر دور واقع ہوٹل گرینڈ ہمیشہ کی طرح چاروں اور اپنی روشنیاں بکھیرے ہوئے تھا۔دوسری منزل کی سڑک کی جانب کھلتی بڑی بڑی کھڑکیوں میں سے ایک کے پردے سمٹے ہوئے تھے۔یہ کھڑکی داؤد سلطان کے کمرے میں کھلتی تھی۔وہ واڈروب کا ڈور سرکائے، ہاتھ میں وہی مخملی شرٹ لئے اس کی جیبیں کھنگال رہا تھا، جو جھیل سے واپس آنے پر اس نے پہن رکھی تھی۔فون بیڈ پر پڑا تھا، اور اس کی سکرین روشن تھی۔نیا میسیج

کھولے جانے کے منتظر تھا۔وہ ایک لمحے کو رکا۔اس کے ہاتھ وہ کاغذ لگ گیا تھا جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا۔اس نے جیب سے ہاتھ باہر کیا۔کاغذ چار تہوں میں لپٹا اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔اس نے کاغذ کی تہیں کھول دیں۔اب اس کی نظریں ہاتھ سے بنی اس خاکے پر تھیں جو کسی لاکٹ کا تھا۔ایک موتی جسے چین سے جوڑا گیا تھا۔اس نے کاغذ لپیٹ کے اپنے سرمئی کوٹ کی جیب میں ڈالا۔اس کے سیاہ بال ماتھے پر بکھرے بکھرے سے پھیلے ہوئے تھے اسے مزید پرکشش بنا رہے تھے۔سرمئی آنکھیں سرمئی کوٹ کے باعث مزید واضح تھیں۔اس نے کھلے وارڈروب کے جوتوں والے کارنر سے سیاہ سنیکرز اٹھائے۔انہیں پہن کے اب وہ جھکے جھکے لیسز باندھ رہا تھا۔سیدھے ہو کے اس نے فون اٹھایا۔اور نیا آیا ہوا میسیج کھولا۔یہ نمبر اس کے پاس محفوظ نہیں تھا۔

”میں چاہتی ہوں تم اس جھیل میں جا کے ڈوب مرو۔۔اور کبھی واپس نہ آؤ۔۔“اس نے وہ میسیج پڑھا اور بنا کسی تاثر کے فون جیب میں ڈالا جیسے کچھ پڑھا ہی نہ ہو یا جو پڑھا ہو نہایت غیر ضروری ہو۔

www.novelsclubb.com

"تو تم واقعی شادی کرو گے۔۔۔؟؟ طارق اسے دیکھتے ہی چہکا۔ "میں کہتا تھا نا کہ تمہیں محبت ہو گئی ہے۔۔۔ دائیں ہاتھ میں لیپ ٹاپ اٹھائے اس نے کمرے سے نکلتے داؤد کے سامنے چٹکی بجائی۔ وہ اپنا سیل جیب میں ڈال رہا تھا۔

"میرے کمرے میں صفائی کی غرض سے کچھ لینے گئے تو تمہارا صفایا ہو جائے گا، جوزف اور ڈینئل کے ساتھ کانٹیکٹ میں رہنا۔ انہیں تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔"

وہ بنا اس کی سنے اسے تحکم بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ طارق نے اس کی بات ویسے ہی اگنور کی جیسے اس نے ابھی ابھی طارق کی بات کی تھی۔

"تم جانتے ہو میری گٹ فیلنگز کبھی غلط نہیں ہوتیں۔۔ میں نے تمہارے دل کا حال بدلنے سے پہلے ہی جان لیا تھا کہ تم اس لڑکی سے محبت کر بیٹھے ہو۔۔۔ ورنہ تمہیں کیوں فرق پڑے گا اس کے یوں کلب جانے پر۔۔۔"

"تمہاری گٹ فیلنگز درست ہوتیں تو ہم ابھی تک مائکل کو نہ ڈھونڈ رہے ہوتے، اپنے اس نکمے دماغ پر اتنا زور مت ڈالو کہ یہ پھٹ پڑے۔۔۔ اور جہاں تک بات ہے محبت کی۔۔ وہ مجھے اس

سے کبھی نہیں ہو گی بے فکر رہو۔۔۔" وہ کہتے کہتے پلٹا۔اس کی بات پر طارق جیسے ہڑ بڑایا۔اور تیزی سے صوفے پر لیپ ٹاپ رکھ کے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"کیوں کیا کمی ہے ہماری پریسہ میں۔۔" گردن ذرا اکڑائی،اور رشتے والی آنٹیوں کی طرح آنکھیں گھمائی۔"دل کی اچھی ہے۔۔۔پڑھی لکھی ہے،،،اور ہاں بہادر بھی ہے۔اب کسی اور لڑکی کو تم ذرا جنگل میں خطرناک جانوروں کے بیچ اکیلے چھوڑو۔۔اس نے وہیں فوت ہو جانا۔"

"میرا راستہ چھوڑو مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔"اس کے پھیلے ہوئے ہاتھوں پر تیوریاں چڑاتے وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

"تم آج مجھے اصلیت بتائے بغیر کہیں نہیں جاؤ گے۔کیوں کہ آج میرے پاس تمہارے لئے ایک اہم خبر ہے اور وہ تم تب ہی سنو گے جب میں تم سے تمہاری محبت کی داستان سنوں گا۔"

چہرے پر خباثت پھیلاتے طارق نے سینے پر ہاتھ باندھے۔

"تمہاری خبروں پر مجھے ویسے ہی یقین نہیں ہے،ہر بار دوبارہ کنفرم کرنی پڑتی ہیں۔۔اس لئے میں تمہیں۔۔۔"وہ گردن کھجاتا مصروف سا بول رہا تھا جب طارق نے اس کی بات کاٹی۔

www.novelsclubb.com

"یہ ایمر مرات کے بارے میں ہے۔۔۔" وہ اس کے اکتائے ہوئے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔جو اس خبر پر سنجیدہ ہوا تھا۔

"چلو تو ایک منٹ میں، بنا بکواس کئے کہہ دو۔۔ورنہ میں کچن میں اور تمہارے واشروم میں گرم پانی کی سہولت بند کر دوں گا۔اور تم جب تک، ہم یہاں ہیں، روز ٹھنڈا پانی برداشت کرنا"

اس نے جتنے سکون سے یہ سب کہا تھا اتنی ہی بے سکونی یک دم طارق کے چہرے پر پھیلی تھی۔

"وہ مغربی کے پاس جانے والا ہے، اسے اس نے خاص طور پر بلوایا ہے۔۔۔"

داؤد نے پر سوچ نظروں سے اسے دیکھا، پھر سر اثبات میں ہلایا۔اب کہ اس کا ہاتھ طارق کے کندھے پر گیا۔سفید شرٹ پر سے اس نے کچھ جھاڑا۔طارق نے کچھ نا سمجھی سے اپنی شرٹ کو کنکھیوں دیکھا۔

"تمہارے بال گر رہے ہیں طارق۔۔۔کیا میں تم سے بہت کام کرواتا ہوں۔۔۔" استہزائیہ نظریں اس پر جمائے اس کے ہونٹوں پر ایک گہری مسکراہٹ پھیلی۔طارق پہلے ٹھٹکا۔پھر جیسے اس کا طنز سمجھا۔اور غصے سے جز بز ہوتے خونخوار نظروں سے اس کو دیکھا جو سوئیٹ کے

دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔اس نے مٹھیاں بھینچی اور لپک کر دیوار پر نسب شیشے کی جانب آیا۔اب وہ اپنے بالوں کو ادھر ادھر کرتا باریک بینی سے ان کا جائیزہ لے رہا تھا۔ایک ہفتے پہلے ہی وہ ایک نیا شیمپو لے کر آیا تھا۔اسے لگ رہا تھا اس کا ہیر فال کچھ کنٹرول ہو چکا ہے، لیکن داؤد نے اس کی خوشی پر پانی پھیر کر اسے دوبارہ فکر میں ڈال دیا۔

"ذلیل انسان۔۔۔۔۔خدا کرے وہ تمہارے بال نوچ نوچ کر تمہیں گنجا کر دے۔۔۔" وہ اتنی زور سے چلایا تھا۔کہ اندر بیٹھا ڈینئل دل پر ہاتھ رکھ کے اچھل پڑا۔پھر اس نے زیر لب اسے ایک نائجیرئین گالی دی اور اپنے کام میں محو ہو گیا۔

♦♦♦

لائیبری کی مقدس خاموشی لوگوں کی ہلکی بھنبھناہٹ کے باعث متاثر ہو رہی تھی۔آج کے دن کے لئے جتنا کام اسے کرنا تھا وہ ہو چکا تھا۔اب اسے علائیزہ کا انتظار تھا۔اس نے کچھ ہی دیر پہلے فون پر اسے ملنے کا کہا تھا۔آج اس کی طبیعت کچھ بوجھل سی تھی۔زکام کے باعث بار بار ناک پونچھ کر اس نے اپنی ناک تقریباً چھیل ہی ڈالی تھی۔اس کا باہر کہیں ملنے کا موڈ نہیں تھا اسی وجہ سے اس نے علائیزہ کو یہیں لائیبریری بلا لیا تھا۔پھر وہ شیلف نما دیواروں کے سامنے

کھڑی، کتابوں کی پشت پر نگاہیں دوڑاتی ایک جگہ رکی۔ایک کتاب اٹھائی، اسے الٹ پلٹ کر دیکھا، لیکن اسے کچھ مزا نہیں آیا۔وہ ہمیشہ کسی اچھی کتاب کی تلاش میں رہتی تھی۔جسے وہ رات کو سونے سے پہلے پڑھ سکے۔اب بھی وہ یہی کر رہی تھی۔جب کسی کے ٹھنڈے یخ بستہ ہاتھ اس کی آنکھوں پر ٹھہر گئے۔اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"علائیزہ۔۔۔"اس کا ہاتھ آنکھوں سے ہٹایا۔اور علائیزہ کی جانب گھومی۔وہ مایوس سی منہ بنا گئی۔

"تم ہمیشہ جان جاتی ہو۔۔عجیب۔۔پتہ نہیں کونسے سینسر لگے ہیں میرے ہاتھوں میں"

"ٹھیک کہا تم نے سینسر ہی لگے ہیں۔۔۔"کہتے ہوئے اس کی نظریں پاس ٹیبل پر رکھے دو کافی کپس پر پڑی۔

"اچھا کس طرح کے سینسر۔۔؟"اسے کافی کی جانب بڑھتے دیکھ کر علائیزہ نے آنکھیں گھمائی۔ وہ ضرور اب کچھ الٹا کہنے والی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے گھر کا مخصوص ڈش واشر۔۔۔ایسا لگتا ہے سارا دن تمہاری مام بیکری کے برتن ہی دھلواتی رہتی ہیں تم سے۔۔" وہ کرسی پر بیٹھ کر اب میز پر رکھے کافی کپ کو دونوں ہاتھوں سے تھامے، اپنے ہاتھ سینکھنے کی کوشش میں تھی۔

"سچ پوچھو تو۔۔ایسا ہی ہے۔۔۔" علائیزہ نے ایک تھکی ہاری سانس خارج کی۔اور اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اپنا کپ اٹھایا۔

"تمہیں تو مل گئیں ہیں ایلف حانم" منہ ٹیڑھا کیا۔ "لیکن میرے گھر کی حانم نے مجھے ماسی بنایا ہوا توبہ اف۔۔ عجیب ہر بات پر ان کو مجھ سے مسئلہ ہے۔ہر بات پر دھمکیاں۔۔۔تمہارے بابا کو بتادوں گی یہ وہ۔" بنا سانس روکے وہ شروع ہو چکی تھی، گھنگریالے بالوں کا جوڑا جو کہ تقریباً گھونسلہ لگ رہا تھا۔فی الحال پریسہ غیر آرامدہ سی حالت میں اسے دیکھ رہی تھی، کیونکہ ایک اور دفعہ اس نے سر ہلانا تھا اور اس کے بالوں کا بم پھٹ پڑنا تھا۔

"لیکن چھوڑو فی الحال میں یہ باتیں کرنے نہیں آئی، میرا دل بہت اداس ہے۔۔یار۔۔"

www.novelsclubb.com

پریسہ نے کپ لبوں سے لگا کر ایک سپ لیا۔کافی مزے دار تھی۔ لیکن پھر اس کی بات پر ایک دم کپ زور سے ٹیبل پر رکھا۔

"پلیز مجھے اپنی لوسٹوری مت سنانا، پلیز" روہانسی صورت لئے اس نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑے۔علائیزہ کا منہ حیرانی سے کھل گیا۔اور جلد ہی یہ حیرانی غصے میں بدلی۔ تیزی سے اپنا لایا ہوا کافی کا کپ اس کے سامنے سے اٹھایا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ کافی میں تمہاری محبت میں لائی ہوں تمہارے لئے۔۔"پریسہ اس کی حرکت اور تیز آواز پر بوکھلائی۔ایک دو لوگوں نے گردنیں موڑ کر انہیں ملامت کرتی نظروں سے گھورا۔

www.novelsclubb.com

"تم ذرا انسانوں کی طرح پیش آؤ۔۔یہ تمہارا اجڑیا گھر نہیں ہے۔"دانت پیستے ہوئے پریسہ نے اسے بازو سے کھینچ کر اپنے قریب کیا۔

"کیوں تم مجھے جانور سمجھتی ہو کیا"اب کہ پچھلی دفعہ سے بھی تیز آواز۔

"فار گاڈ سیک علائیزہ۔۔۔"اس نے اس پر آنکھیں نکالیں۔علائیزہ نے کھا جانے والی نظروں سے پہلے ارد گرد دیکھا۔پھر چہرے پر ایک خطرناک شیطانی مسکراہٹ سجائی۔

"تم میری باتیں دل اور کان کھول کر سنو گی ورنہ میں اپنا دل ہلکا کرنے کے لئے جتنا چاہے اونچا چلاؤں گی۔سمجھ رہی ہو تم۔"کافی اس کے سامنے تقریباً پٹخی۔جبکہ پریسہ کے چہرے پر ارد گرد کا جائیزہ لیتی لائبریرین کی وجہ سے ہوائیاں اڑھ رہی تھیں،مبادا وہ ان کی جانب متوجہ نہ ہو جائے۔اصولوں کے لحاظ سے جتنی سخت وہ تھی،اس نے کھڑے کھڑے اسے اس جانور کی وجہ سے یہیں بے عزت کر دینا تھا۔

"ٹھیک ہے بکو تم۔۔۔اس محبوب کے افسانے۔۔لیکن"شہادت کی انگلی سے کافی کی جانب اشارہ کیا۔"اس کھڑوس کافی کو میں ہاتھ نہیں لگاؤں گی چاہے جو بھی کر لو تم۔"کندھے پر پھسلتے بال اس نے ہاتھ کی پشت سے پیچھے جھٹکے۔اور پھر سینے پر ہاتھ باندھ کر دوسری جانب دیکھتی لاتعلق سی بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"یار پریسہ مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے کہ نہیں۔۔" وہ ٹیبل پر ایک ہاتھ میں کافی تھامے کچھ آگے کو ہوئی۔ وہ جو لاتعلق سی ٹانگ پر ٹانگ رکھے، پیر مسلسل ہلائے جا رہی تھی۔ اس کی بات پر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"تمہیں میں لوایکسپرٹ لگتی ہوں۔۔۔" پھر اپنے چہرے کی جانب اشارہ کیا۔ "یا میری شکل سے ایسے لگتا ہے کہ میں نے لوانڈر رومینٹک لائف میں پی ایچ ڈی کی ہے۔ گوگل سے پوچھو، اور یہ سڑی ہوئی کافی بھی اسے ہی پیش کرو۔"

"گوگل کے جواب مجھے نہیں پسند۔۔" اس نے منہ بنایا۔

"وہ کب سے مجھے اگنور کر رہا ہے، مجھے سٹریس ہو رہا ہے۔۔۔"

اس کے چہرے پر جھنجلاہٹ سی چھائی۔

"ایسے سٹریس انسان کو تب ہوتے ہیں جب وہ حد سے زیادہ فارغ ہو، خود کو مصروف کرو، اور اس مصیبت سے باہر نکل آؤ"

www.novelsclubb.com

"یہ میرے بس میں نہیں۔۔ نہیں ہو سکتا مجھ سے، چاہے میں جتنی مصروف ہو جاؤں میرا دماغ وہیں لگا رہتا ہے۔۔"

پریسہ نے اس کے بجھے بجھے چہرے پر نگاہ ڈالی، وہ واقعی پریشان لگ رہی تھی۔اس نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

"مجھے نہیں پتہ کہ تمہارے اور اس کے بیچ میں کیا چل رہا ہے۔ لیکن مجھے کبھی میرے دیدانے کہا تھا جس دن تم کسی رشتے کی نوعیت کا اندازہ لگانے کے لئے گوگل کو سرچ کرو گی یا میرے پاس آؤ گی تو سمجھ جانا، وہ رشتہ وہ ہے ہی نہیں جو تم سمجھ رہی ہو۔ وہ کچھ دیر رک کر اسے دیکھے گئی۔

"میں بھی ایسے ہی سٹریس میں آجاتی تھی، جب مام داریا کو مجھ سے زیادہ اہمیت دیتی تھیں یا مجھے بالکل اگنور کرتی تھیں۔ مجھے اس رویے کی سمجھ نہیں آتی تھی۔اور جیسے اب تم سٹریس لے رہی ہو، میری بھی یہی حالت ہوتی، ہاں تمہاری سچویشن ذرا الگ ہے لیکن پھر بھی یہ سٹریس جو تمہیں ہو رہا ہے یہ تمہارے دل کی دماغ کے ساتھ جنگ کی وجہ سے ہے۔ تمہارا دل اس شخص کو جسٹیفائے کرتا ہے، تمہیں مختلف تاویلیں دے کر، اس کی چھوٹی سے چھوٹی بات کو اپنے حق

www.novelsclubb.com

میں بہتر سمجھ کر بہت بڑا اور فینٹیسائیز کر کے، جبکہ تمہارا دماغ کہتا ہے۔۔ نہیں اگر وہ محبت کرتا تو یہ تو نہ کرتا، ایسے تو مجھے اگنور نہ کرتا،، اور تب اس جنگ کی وجہ سے سٹریس کا شکار ہو کر تم یا گوگل پر جاؤ گی یا میرے پاس۔۔"

وہ اسے اپنی جانب غور سے تکتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے وہی مسترد کیا ہوا کافی کا کپ اٹھایا اور سکون سے کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔ کافی واقعی اچھی تھی۔ اس نے کپ گھما پھرا کر کیفے وغیرہ کا نام دیکھنا چاہا۔ لیکن اس پر کوئی لوگو نہیں تھا۔

"لیکن تمہیں پتا ہے۔۔۔ چاہے تمہیں گوگل لمبے لمبے جواب دے۔۔ یا میں تمہیں ہزار بار اس کے رویے کی سچائی بتاؤں۔ تم تب بھی اپنے دل کی ہی سنو گی۔ کیونکہ میں بھی ایسے ہی کرتی تھی، تمہیں بھی میری طرح لوگوں کے رویوں کو ان کے اعمال سے جانچنا نہیں آتا۔"

"شائد ایسا ہی ہے۔۔۔" علائیزہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، وہ اداس تھی، اس نے پریسہ کو کپ اٹھاتے نوٹس ہی نہیں کیا۔

"تمہیں اس سوال کا جواب میں نہیں اس کا رویہ دے گا۔اگر تمہاری سیلف رسپیکٹ پر اس کی کوئی بات گراں گزرے تو سمجھ جانا،اس کا رویہ ٹھیک نہیں ہے۔ہماری گٹ فیلنگز ہمیشہ ہمیں کچھ بتانا چاہتی ہیں لیکن ہم بہت سی جگہوں پر اسے خاموش کر دیتے ہیں۔ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے،علائیزہ۔"پریسہ نے دوسری کرسی پر پڑے اپنے بیگ کو سٹرپ سے تھاما۔

علائیزہ نے اس کے ہاتھ میں کپ دیکھا اور آنکھیں سکیڑ کے اسے گھورا۔

"تم نے اس کافی کو کچھ دیر پہلے سڑی ہوئی کہا تھا،۔۔۔"

پریسہ نے ہاتھ میں تھامے کپ کو دیکھا اور پھر اسے۔"تھی تو۔۔۔کس جگہ سے لی تھی ویسے ۔۔۔"وہ ڈھٹائی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ان کے عقب میں موجود دیوار،میں بنی کھڑکی سے دوپہر کی دھوپ اندر آرہی تھی۔باہر خاصی چہل پہل تھی۔لائبریری میں سے کچھ لوگ جا چکے تھے،کچھ ان کی جگہوں پہ آبیٹھے تھے۔

www.novelsclubb.com

اس وقت جب وہ علائیزہ کے ساتھ وہاں سے باہر نکل رہی تھی، تب اس کا فون بجنے لگا۔ یاسمین کنعان کی کال تھی۔ اس نے علائیزہ کو دیکھا۔ جو گردن کے گرد مفلر لپیٹ رہی تھی۔ باہر سردی زیادہ تھی۔

"پریسہ آج کا کھانا ہماری طرف کھانا، میں نے تمہاری پسند کے کباب بنائے ہیں،" وہ چونکی۔ اس نے ناسمجھی سے فون کان سے ہٹایا۔ نام اور آواز یاسمین کنعان کی ہی تھی۔ اتنے پیار سے تو انہوں نے، دیدا کے وفات کے بعد بھی اسے ٹریٹ نہیں کیا تھا۔

"کیوں خیریت۔۔مام۔۔" وہ اٹک سی گئی۔

"کیا مطلب خیریت۔۔۔ خیریت ہی ہے۔۔ کیا ہم کمپلیٹ فیملی کی طرح ایک ساتھ کھانا نہیں کھا سکتے؟؟؟"

"بالکل کھا سکتے ہیں۔۔۔ میں بس لائبریری سے نکل ہی رہی ہوں" وہ ہڑبڑاتے ہوئے جلدی سے بولی۔ انہوں نے الوداعی جملہ کہا اور فون رکھ دیا۔ وہ متعجب نظریں لئے، فون کو تکتی رہی۔ انہیں کچھ چاہئے تھا کیا؟؟؟۔) پہلا خیال اس کے ذہن میں یہی آیا۔

(لیکن انہوں نے کبھی اتنی محبت سے نہیں بلایا، نہ ہی کبھی اس کی پسندیدہ کھانا بنایا، یہاں واقعی کوئی گڑبڑ تھی۔ یا پھر وہ بہت منفی سوچ رہی تھی۔) اس نے سر جھٹکا۔

"کیا کہہ رہی تھیں۔۔" علائیزہ نے سکرین پر ان کا نام دیکھ لیا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔ بس کھانے پر بلا رہی تھیں۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔ کیا مقصد ہو گا ان کا۔۔"

"پتہ نہیں۔۔۔" اس نے شانے اچکائے۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" وہ چلتے چلتے باہر نکل آئی تھیں۔ پریسہ نے کوٹ اپنے گرد مزید لپیٹ لیا۔ پتہ نہیں اس سردی کی عادت اب تک اسے ہو کیوں نہیں رہی تھی۔ اسے اتنی شدید سردی سخت ناپسند تھی۔ سردیوں میں وہ اتنی نکمی بن جاتی تھی کہ دیدا کو مجبوراً کئی کام کرنے پڑتے، اور ساتھ ساتھ اسے ڈانٹ بھی پڑتی رہتی تھی۔ لیکن اب جب وہ نہیں رہے تھے، اس کی عادتیں بدلنے لگی تھیں۔ لیکن ایلف حانم جتنا اس کا خیال رکھ رہی تھیں۔ اسے ڈر تھا اس کی پچھلی عادتیں نہ لوٹ آئیں۔

"بس تم ذہن میں یہ بات بٹھا دینا کہ کھانے پر بھلانے کا مقصد جو بھی ہو، ان کے اپنے مفاد کا ہی ہو گا۔۔"

www.novelsclubb.com

"چلو دیکھتے ہیں۔۔۔" پریسہ نے فون کی سکرین پر وقت دیکھتے چلتے چلتے جواب دیا۔آنٹی کو سلام کہنا میرا۔۔کافی مزے کی تھی۔کامیاب رہے گی۔" اس سے گلے ملتے وہ بولی، تو علائیزہ نے اسے دھموکا رسید کیا۔

"ایک تو تمہیں سارے سرپرائیز پتا چل جاتے ہیں۔۔" پریسہ ہنس پڑی۔ہلکی پھلکی دھوپ جو ان پر پڑ رہی تھی، بناحدت کے کسی بھی طرح دھوپ کہلائے جانے کے قابل نہیں تھی،۔اس کا رخ اب سڑک کی جانب تھا۔اسے کیب بک کرنی تھی۔سڑکوں پر معمول کا رش تھا۔اس نے ایک سرسری نگاہ موٹے موٹے کوٹ اور سوئیٹرز پہنے ارد گرد ان رنگ برنگے لوگوں پر ڈالی۔ اور دور سے آتی اس زرد کیب کو رکنے کا اشارہ کیا۔اگلے لمحے کیب اس کے سامنے آ رکی۔وہ بیٹھنے ہی لگی تھی۔جب اس نے ایک نگاہ غلط سیاہ سڑک کے اس پار وکٹورین طرز کی عمارتوں پر ڈالی، اور وہ وہیں تھم گئی۔ایک شاپ کے سامنے، اس نے اس کو اپنی جانب دیکھتے ہوئے پایا، کچھ تھا اس کی سرمئی آنکھوں میں کچھ ایسا، جس پر اس کا دل ایک دم زور سے دھڑک اٹھا۔اس کے ہاتھ میں قہوہ تھا۔جس کے ڈسپوزیبل کپ پر وہی لوگو تھا جو اس کے عقب میں موجود ٹی شاپ پر۔ ان دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔اور وہ بمشکل لرزتے ہاتھ سے کیب کا دروازہ

کھول کے اندر بیٹھ گئی۔ کیا وہ وہاں کھڑا اسے کچھ جتانا چاہ رہا تھا، کیا یہ اس کے کچھ نہ بتانے پر کوئی ڈھکی چھپی بلیک میلنگ تھی، کہ وہ کہیں بھی اس کے پیچھے پہنچ سکتا ہے، یہ بات واضح تھی کہ وہ جب تک کچھ جان نہ لیتا اس کا پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا، لیکن اس کی ہٹ دھرمی، اس سے اسے سخت چڑ محسوس ہو رہی تھی۔ وہ شائد سب کے ساتھ ایسا ہی تھا، dominating۔ اس نے ساتھ والی ونڈو سے اس طرف نگاہ ڈالنے کی دوبارہ غلطی نہیں کی۔ وہ اسے سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اس کے ارد گرد پراسرار سا ایک ہالہ رہتا تھا۔ جو ہمیشہ اس کے مقابل ہونے پر اس کے دل کو جیسے مٹھی میں قید کر دیتا تھا۔ اب بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا، اور پہلے کی طرح اب بھی وہ اس احساس کو سمجھ نہ سکی۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

کل رات ہونے والی گفتگو کے بعد سے اس کی اور ایلف حانم کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ نیند نہ آنے کی وجہ سے وہ رات کو کمرے سے باہر آگئی تھی، اس کی یہ عادت شمس الدین کو بالکل ناپسند تھی، جبکہ نیند آنے کا اس کے پاس بس یہی ایک علاج تھا جگہ بدل کے سونا۔ صبح جب وہ اٹھی تو صوفے پر لیٹی ہوئی تھی۔ اور اس کا موٹا کمبل اس پر پھیلا ہوا تھا۔ وہ جانتی تھی صبح ایلف حانم نے

اسے وہاں سے اٹھنے کا کہا ہو گا لیکن اس نے ان سنا کر دیا ہو گا۔ یہ اس کی ان کے کچھ نہ بتانے پر ناراضگی تھی۔ اس نے سر جھٹک کر دماغ کو ان خیالات سے خالی کیا اور یاسمین کنعان کے گھر کا داخلی دروازہ پار کر گئی۔

"اوہ شکر۔۔ تم جلدی آگئی۔۔ مجھے لگا دیر کر دو گی۔۔" کھانے کی ٹیبل پر پلیٹیں رکھتی داریا اسے دیکھ کر خوشگوار لہجے میں بول اٹھی۔ اس کا انداز بھی یاسمین کنعان کی طرح اسے شک میں مبتلا کر گیا۔ اس کی نظریں یکدم کچن میں یاسمین کنعان کی مدد کرواتی ایلف پر پڑی اور اس کی آنکھوں میں استعجاب مزید ہلکورے لینے لگا۔ انہیں بھی بلایا ہے۔ حیرت ہے۔ اس نے بھنوئیں اچکائیں، کچھ کنفیوز سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے داریا کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں میں لائبریری سے جلدی نکل آئی۔۔" پھر ایلف کی آنکھوں میں جھانک کر جیسے کچھ کھوجنے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے کوئی اشارہ نہیں دیا۔ اس نے اپنا کوٹ اور بیگ ہینگ کیا، پھر کچن سے ہاتھ دھو کر، ٹیبل کی طرف آئی۔

"تم آج یونی نہیں گئی۔۔" بیٹھتے ہوئے اس نے سوالیہ نظریں لیئے داریا سے پوچھا۔ وہ فون ہاتھ میں لئے سنہری بالوں کو جوڑے میں لپیٹے ہوئے تھی۔ حلیہ رف سا تھا۔ کپڑوں پر لمبا کارڈیگان پہن رکھا تھا۔ سادہ سے حلیے نے بھی اس کی چمک دمک کو ماند نہیں کیا۔

"نہیں آج کا دن کچھ اسپیشل تھا، میں نے سوچا گھر میں رہوں۔۔۔"

پریسہ ٹھٹکی۔

"سپیشل کیسے۔۔۔ ایمر تمہیں پرو پوز کرنے آنے والا ہے کیا۔۔" اس نے یونہی بولا تھا۔ اور داریا یکدم فون سائڈ پر رکھ کے سیدھی ہو بیٹھی۔

"ایسا ہوتا تو میں پورے محلے کو بلاتی، بحر حال آج کا دن تمہارے بارے میں ہے" وہ ایک گہری مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتی اسے چونکا گئی۔ یاسمین کنعان اور ایلف بھی ٹیبل کے گرد رکھی کرسیوں پر آبیٹھی تھیں۔

"داریا۔۔۔ یہ بات کھانے کے بعد ہو گی۔۔" یاسمین نے داریا کو سرزنش کرتی نگاہوں سے گھورا اور سب کو مسکرا کے دیکھا۔

"چلو سب کھانا شروع کرو۔۔"

"پریسہ ویسے یہ کباب کافی اچھے بنے ہیں۔۔۔" ایلف نے پلیٹ اس کے آگے کی۔ جوان سب کے بدلے ہوئے لہجے کے باعث شش و پنج میں تھی۔

"نہیں۔۔۔ پہلے مجھے بتائیں، یہ اتنی پرنسس ٹریٹمنٹ کیوں مل رہی ہے مجھے، جو بات ہے، ابھی بتادیں،۔۔" اس نے باری باری ان سب کو دیکھا۔ پھر یاسمین کنعان کو۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"چلو۔۔ تم کھانے سے ہاتھ مت روکو۔۔ ہم کھاتے کھاتے بات کرتے ہیں۔۔" انہوں نے صلح جو انداز میں کافی احتیاط سے کہا تھا۔ اور ایک وارن کرتی نظر داریا پر ڈالی، گویا اسے بیچ میں بولنے سے منع کیا ہو۔

"تمہارے لئے ایک رشتہ آیا ہے۔۔"

منہ تک جاتا اس کا چمچ والا ہاتھ وہیں ہوا میں ٹھہر گیا۔ ایک لمحے کے لئے وہ ان کی بات پر اسس نہیں کر پائی۔ اور پھر ایک دم چمچ واپس پلیٹ میں رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا تو، آپ لوگ ایسے خوش کیوں ہو رہے ہیں۔۔؟؟" اس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا۔ "میں ابھی ان جھمیلوں میں پڑھنا نہیں چاہتی، میری زندگی پہلے ہی رولر کوسٹر بنی ہوئی ہے ۔۔"

اس کے علاوہ ٹیبل کے گرد بیٹھے سارے نفوس نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ داریا نے پہلو بدلتے ہوئے سر جھٹک سا دیا۔

"لیکن یہ رشتہ بہت اچھا ہے، تمہارے لئے ہر لحاظ سے مناسب، میں خود اس لڑکے سے مل چکی ہوں۔۔" یاسمین کنعان کے لہجے میں حیران کن نرمی تھی۔ پریسہ دل ہی دل میں مسکرائی۔

"دیکھو تم بھی میرے لئے ویسی ہو جیسی داریا ہے، یہ میری زمہ داری ہے کہ تمہاری شادی کسی اچھے گھر میں کر واؤں۔ پھر وہ ایکدم کسی خیال کے تحت ٹھٹک کر کھانا کھاتے کھاتے رکیں اور بغور اسے دیکھنے لگیں۔

"کہیں تم اس لڑکے کی وجہ سے تو نہیں کہہ رہی ایسا۔۔"

www.novelsclubb.com

پریسہ نے ان کو ایک نظر دیکھا،اور پاس پڑا گلاس منہ سے لگاتے لگاتے کہا۔"وہ بس مجھے تنگ کر رہا تھا،ایسا کچھ نہیں ہے ہمارے درمیان،دوست ہیں بس ہم۔۔"دوسرے ہاتھ میں تھامے چمچے پر اس کی گرفت سخت ہو گئی۔

"دوست۔۔۔"ایلف حانم ہڑبڑاتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔"تم نے دوستی اسی سے کرنی تھی۔۔۔؟"

"جہاں تک میرا خیال ہے دوست تم اسے سمجھتی ہو وہ نہیں۔۔اس لئے اس سے یہ دوستیاں وستیاں ختم کر دو۔"ایلف نے بے صبر لہجہ لئے اسے فکر مند نظروں سے دیکھا۔

"ٹھیک ہے آپ کی بات صحیح ہے،،پر مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"اوکے۔۔۔ہم شادی نہیں کروا رہے۔۔۔بس تم ایک دفعہ اس سے مل لو۔۔پھر جو تمہارا فیصلہ ہو گا،ہم اسی پر خوش ہوں گے۔۔"

پریسہ نے کچھ بے یقینی سے انہیں دیکھا۔اسے لگا تھا وہ اس کی بات پر فوراً اس پر چلانا شروع کر دیں گی،لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا،وہ بہت آسانی سے اس کی بات سے اتفاق کر گئیں۔کیا وہ ان پر

غلط شک کر رہی تھی۔اس نے خیالوں میں گم، چاول کی پلیٹ میں رکھے کباب کو کانٹے سے توڑا ۔شائد اسے ان کے بارے میں اتنا منفی بھی نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ایک جھجکتی سی نگاہ سے انہیں دیکھ کر اس نے سوچا۔وہ اب ایلف حانم کو اپنے کروشیے کے کام کے بارے میں بتا رہی تھی۔ پھر اس کی نظر دار یا پر پڑی، اسے معلوم تھا وہ اس رشتے پر اس لئے خوش ہے کیونکہ وہ اسے اپنے اور ایمر کے راستے سے ہٹانا چاہتی تھی۔اس نے سارے خیالات جھٹک کر کھانے پر توجہ مبذول کی۔وہاں ان کے گرد، ایلف اور یاسمین کنعان کی آوازوں اور برتنوں کے کھنکھانے کا شور تھا۔ وہی سٹنگ ایریا کی کھڑکی کے باہر جھانکو تو۔کاٹیج کے دروازے پر کوئی کھڑا، تالا کھول رہا تھا۔اس نے ڈارک گرے پینٹ اور اس پر کریم کلر کا سوئیٹر پہن رکھا تھا۔قد درمیانی تھا۔رنگت ہلکی گندمی۔دفعتاً اس کا فون بجنے لگا۔اس نے کال اٹھائی۔دروازہ وہ پورا کھول چکا تھا۔اس نے پلٹ کر اپنے عقب میں رکھا بریف کیس ہینڈل سے تھاما۔

"کہو۔۔۔ابراھیم۔۔" کہہ کر اس نے خاموش ہوتے ہوئے دوسری طرف سے آتی آواز سنی

۔

"نہیں شفٹنگ ایک دو دن میں کریں گے، بس ایک دو پولیس پروسیجرز ہو جائیں تو۔۔فی الحال بس میں شفٹ ہو رہا ہوں۔۔" وہ اب باری باری کاٹیج کی لائٹیں کھول رہا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر میں تمہیں بتا دوں گا۔۔ہاں ٹھیک ہے۔۔خدا حافظ۔۔" فون پینٹ کی پاکٹ میں ڈال کر اس نے ارد گرد کا جائیزہ لیا۔یکدم اس کے ذہن کے پردے پر وہ منظر واضح ہوا۔ جب وہ غصے کی تیز لڑکی اسے فرائنگ پین سے مارنے والی تھی۔وہ بے ساختہ ہنس دیا۔"تو میں نے اس کے گھر پر قبضہ کر لیا ہے۔۔۔چچ چچ۔۔ویری سیڈ۔۔" اس کی آنکھوں میں شرارت سی چمکی۔اس کا پڑوسی بن کر مزا آنے والا ہے۔اپنے ہی خیال پر وہ دل ہی دل میں محظوظ ہوا۔پھر آستینیں اوپر چڑھائیں۔یہاں صفائی کی کافی ضرورت تھی۔پورا گھر دھول مٹی سے اٹا ہوا تھا۔کچھ دیر بعد کاٹیج کے باہر، ایلف اور پریسہ یاسمین کنعان کے گھر کے دروازے سے باہر نکل رہی تھیں۔وہ دونوں باتوں میں محو تھیں۔جب ایڈم کاٹیج کے دروازے سے باہر نکلا۔اس کی نظر ان دونوں پر پڑی۔پریسہ اور ایلف اس کے یوں اچانک باہر آنے پر متعجب سی چونکیں۔

www.novelsclubb.com

"یہ یہاں کب آیا۔۔"ایلف کو اپنے کان میں پریسہ کی سرگوشی سنائی دی تو اس نے کندھے اچکائے۔

"معلوم نہیں۔۔۔"

"مرحبا۔۔۔مرحبا۔۔۔کیسی ہیں آپ دونوں۔۔"پرجوش لہجے میں سلام کرتے۔اس نے مسکرا کے پریسہ کو دیکھا اور پھر کچھ تکلف سے ایلف کو۔۔

"مرحبا۔۔۔"پریسہ نے سر کے خم سے اسے جواب دیا۔وہ اسے دیکھ کر کچھ پریشان ہوا۔وہ کمزور ہو گئی تھی۔چہرے کا رنگ زرد سا لگتا تھا۔یقیناً اس کے دادا کی موت اس کے لئے بہت بڑا صدمہ رہی تھی۔ابھی تو اسے اپنی صفائی بھی پیش کرنی تھی۔اس طرح موقع پر پولیس سے بھاگ جانے کی۔مبادا وہ اسے غلط نہ سمجھ بیٹھے۔

"تمہاری کمپنی شفٹ ہو رہی ہے یہاں۔۔۔؟؟؟"پریسہ نے کھوجتی نظروں سے اس کی پشت میں جھانکنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں اگلے ہفتے تک۔۔۔۔تم کیسی ہو۔۔۔"اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکنا چاہا۔پھر ایلف کی جانب اشارہ کیا۔"اور آپ کون ہیں۔۔پہلے نہیں دیکھا یہاں۔۔۔"

(جیسے تم شروع سے یہاں رہتے آئے ہو۔۔)پریسہ نے اکتاہٹ بھری سانس لے کر آنکھیں گھمائیں۔

"یہ میری رشتہ دار ہیں۔یعنی میرے دادا کی منہ بولی بیٹی۔۔۔"ایلف نے تحیر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"یعنی رشتے میں میری پھوپھی ہوئیں۔۔۔"

"اوہ اوکے۔۔۔کیسی ہیں آپ آنٹی۔۔۔"اس نے مودب ہو کر مسکراہٹ پیش کی۔

"کیا میں اتنی بوڑھی لگتی ہوں۔۔۔"انہوں نے اپنے گال تپتپائے۔"آنٹی۔۔۔"زیر لب بڑبڑا کے سر آہستگی سے کچھ پریشان کن انداز میں نفی میں ہلایا۔

"آپ کو برا لگا۔۔؟؟"وہ خجل سا ہوا۔"سوری۔۔۔تو کیا میں آپ کو آپ کے نام سے پکاروں۔۔"ایڈم جز بز ہو کر بولا۔

ارے نہیں۔۔۔"ایلف اس کے بوکھلائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر بے ساختہ ہنس پڑی۔"میں مذاق کر رہی تھی۔۔تمہارے بارے میں بابا نے بات کی تھی مجھ سے۔۔۔تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی،،"

ایلف نے اس کا کندھا تھپکا۔"لیکن مجھے لگتا ہے پریسہ کو نہیں ہوئی۔۔۔"ایڈم نے بنا کچھ کہے مڑ کر گرین ہاؤس کی جانب بڑھتی پریسہ کو مایوسی سے دیکھا۔

"وہ۔۔شائد کاٹیج کی وجہ سے ڈسٹرب ہے۔۔۔ٹھیک ہو جائے گی۔۔"

"اوہ۔۔ہاں۔۔"اس نے اثبات میں سر کو خم دیا اور ایک ٹھنڈی آہ بھری۔

"تمہیں مدد کی ضرورت ہو تو ہم اچھے پڑوسی ثابت ہوں گے۔۔"ہاتھ ہلاتے ایلف مسکرائی۔

"ضرور۔۔"اس نے خوشدلی سے مسکرا کے انہیں دیکھا۔اور ایک فکریہ نظر گرین ہاؤس میں غائب ہوتی پریسہ پر ڈالی۔کیا وہ اسے غلط سمجھ رہی تھی۔وہ تو یہاں شمس الدین کا وعدہ پورا کرنے کے لئے رہنے آیا تھا۔شائد اسے پریسہ کو یہ بات بتا دینی چاہئے۔پتلیاں سکیڑتے اس نے فضا پر پھیلی سردی کی باعث سرمئی چادر کو، محسوس کیا۔اور تازہ گھاس پر لمبے لمبے ڈگ بھرتا کاٹیج کے

دروازے کی جانب بڑھ گیا۔دوسری جانب گرین ہاؤس میں، فلورل شاپ، کی بڑی سی ونڈو کھولتے،ایلف نے اس پر چڑھے بلائنڈز رسی سے اوپر کھینچے۔پریسہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے، پودوں کا جائیزہ لے رہی تھی۔وہ ایلف حانم کی بدولت تازہ تھے،،یہ زمہ داری اس پر ہوتی تو اب تک مرجھا چکے ہوتے۔

"مجھے لگتا ہے تمہیں اس شخص سے ایک دفعہ ضرور مل لینا چاہئے پریسہ۔۔"

اس نے آواز پر ایلف حانم کی جانب گردن گھمائی۔اس کے دونوں کندھوں پر شہد رنگ بال آگے گرے ہوئے تھے۔

"کیوں آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے۔"آنکھیں سوالیہ تھیں۔درختوں سے چڑیوں کے لڑنے کی آوازوں نے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔

"اس طرح کم از کم تمہاری داؤد سلطان سے جان تو چھوٹ سکتی ہے۔یعنی کیا پتہ تمہیں وہ شخص اچھا لگے۔تو ہمارا تو مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔"وہ لکڑی کی میز پر بوکے بنانے کے لئے استعمال ہونے والی اشیا پھیلانے لگی۔

"ایلف جانم۔۔مجھے اپنے دادا کو ڈھونڈنا ہے۔۔میری زندگی اب صرف ایک چیز کے گرد گھومتی ہے۔اور وہ ہے،اپنے خاندان کی سچائی جاننا۔اور میں ان چیزوں میں پڑ کر اس مقصد سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہتی۔اور نہ ہی میری زندگی باقی لڑکیوں کی طرح نارمل ہے،جو میں اس شخص سے مل کر شادی کے خواب بننے لگوں گی،مجھے نہیں ملنا اس سے۔میرے ساتھ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں جس پر کوئی بھی عام انسان یقین نہیں کرے گا۔آپ اس سب سے اچھی طرح واقف ہیں پھر بھی آپ مجھے ایسا مشورہ دے رہی ہیں۔"

"تم سے ڈائریکٹ شادی کا کون کہہ رہا ہے۔صرف انگیجمنٹ،کر لیتے ہیں۔اس طرح داؤد سلطان تمہارے قریب نہیں آسکے گا۔"

www.novelsclubb.com

پریسہ دونوں ہاتھ باندھے ایلف کو آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے دیکھ رہی تھی۔اس نے دونوں لب دباتے ہوئے،نفی میں سر ہلایا۔

"اوں ہوں۔۔۔میں اس سے خود پیچھا چڑھا سکتی ہوں۔۔۔اور آپ کو اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں،کچھ نہیں کر سکتا وہ۔۔۔"آستین چڑھاتے وہ ان کے ساتھ میز کے قریب رکھی

کرسی پر بیٹھی۔ایلف حانم نے ایک شکست خوردہ آہ بھری۔پھر سر جھٹکا۔وہ ان کی بات کو ہلکا لے رہی تھی،اسے قائل کرنے کے لئے اسے پریسہ کو سچائی بتانی پڑتی،جو کہ وہ نہ بتانے پر مجبور تھی۔یکدم اسے بے بسی کے احساس نے آگھیرا۔وہی احساس جس نے غزال کی موت پر ان سب کو گھیر لیا تھا۔

پریسہ نے ایک نظر انہیں دیکھا۔"آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں۔کچھ نہیں ہو گا۔وہ کچھ نہیں کر سکتا،شائد یہ مجھ سے معلومات لینے کی اس کی کوئی پلیننگ ہے،وہ چاہتا ہے کہ اسے پتا چل جائے کہ وہ وہاں جھیل میں کیسے غائب ہوا تھا۔کیونکہ یہاں جس وقت ہم بات کر رہے تھے۔اس وقت وہاں کوئی آیا تھا۔"اس نے اسی جانب اشارہ کیا جہاں وہ بوڑھا نمودار ہوا تھا۔

وہ خوبصورت صحت مند پھولوں کی ٹہنیوں کو ایک خاص لمبائی پر کاٹتی جا رہی تھی۔جنہیں ایلف ایک گچھے میں جمع کرتی جاتیں۔بیچ میں کچھ الگ پتیوں والی ٹہنیاں ڈالتیں۔ان کے ہاتھ مہارت سے چل رہے تھے۔

"کون آیا تھا۔۔؟؟"ایلف کی آنکھوں میں الجھن در آئی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بوڑھا سا آدمی تھا۔۔۔شائد یہ وہی آدمی تھا جو مجھے جنگل میں ملا تھا۔جو کئی بار میرے سامنے آیا ہے۔۔۔"

"پہلے کب آیا ہے تمہارے سامنے۔۔۔۔"

"جنگل میں۔۔جب میں جھیل کے پاس گئی تھی، جہاں میں دادا کے ساتھ جاتی تھی۔اور ۔۔۔"وہ کسی خیال پر رکی۔اس کا ہاتھ اپنی گردن کی جانب گیا۔جہاں کا زخم اب ٹھیک ہو چکا تھا۔لیکن ایک باریک سا نشان اب بھی موجود تھا۔"مجھے یہ زخم اس وقت آیا تھا۔۔۔کوئی چیز تیزی سے میرے پاس سے گزری تھی۔"

"تم مجھے ٹھیک سے ساری بات بتاؤ۔۔۔"ایلف کے کام کرتے ہاتھ رک چکے تھے۔چہرے پر بے چینی اور فکر کے اثرات تھے۔پریسہ نے ایک لمحے کو انہیں دیکھا۔پھر شانے اچکائے۔

"کیا فائدہ۔۔۔"پھر پھولوں کی میز پر گری ہوئی پتیاں، میز پر سے سمیٹنے لگی۔"آپ میری مدد ویسے بھی نہیں کر سکتیں۔میں آپ کو بتا بھی دوں تو آپ صرف خود ہی کچھ نہ کچھ سوچ کر پریشان ہوں گی۔مجھے کچھ نہیں بتا پائیں گی۔"

"لیکن پریسہ مجھے معلوم ہونا چاہئے۔۔۔" انہوں نے بے چینی سے لپک کر اس کا آستین تھاما۔

"کیا مجھے نہیں معلوم ہونا چاہئے۔۔ وہ سب جو آپ چھپائے بیٹھی ہیں۔۔۔ مجھے ایک بات بتائیں ۔۔" وہ بغور ایلف کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔ "کسے نقصان زیادہ پہنچے گا، اگر آپ مجھے سب بتائے دیتی ہیں۔۔۔"

ایلف نے بدقت تھوک نگلا اور آہستگی سے اس کا آستین چھوڑ دیا۔

"تمہیں۔۔۔" وہ سانس روکے بول اٹھی۔

"میں ہر طرح کے نقصان کے لئے تیار ہوں، ایلف حانم۔۔۔۔"

"پریسہ پلیز۔۔۔ اس بارے میں بات نہیں کرو۔۔۔" انہوں نے ساری توجہ اپنے کام کی طرف کرلی۔ چڑیوں کی چوں چوں کچھ کم ہو چکی تھی۔ خنک ہوا نے، ڈھلتی ہوئی دوپہر کے باعث کچھ شدت اختیار کرلی تھی۔

"کون ہے جو مجھے نقصان پہنچائے گا۔۔۔۔ داؤد سلطان۔۔؟؟"

"نہیں۔۔۔" انہوں نے آنکھیں، سختی سے بند کرتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"تو آپ اس سے اتنا ڈری ہوئی کیوں ہیں پھر۔۔۔۔کیوں بار بار۔۔

"پریسہ پلیز اس بارے میں بات نہیں کرو۔۔پلیز۔۔"وہ التجائیہ لہجے میں اس کے ہاتھ کو اپنی سخت گرفت میں بھینچتے ہوئے بولی۔پریسہ نے انہیں دیکھا۔

"ایلف جانم۔۔۔میں ہر طرح سے اپنی حفاظت کرلوں، گی۔۔آپ کو ڈر ہے کہ مجھے کوئی نقصان پہنچائے گا۔یہ محض آپ کا ڈر ہے۔کسی چیز کا سامنا کرنے سے پہلے، ہی آپ اس کے ڈر کو خود پر اتنا سوار کئے بیٹھی ہیں۔آپ تو پہلے ہی ان سے ہار مان چکی ہیں جو ہمیں نقصان پہنچانے کا سوچتے ہیں۔میں اپنی فیملی کے لئے کچھ بھی کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔مجھے اپنے دادا کو ڈھونڈنا ہے۔اور میری دادی۔۔۔میری دادی وہ بھی ان کے پاس ہے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"یہ کس نے بتایا تمہیں۔۔۔۔"ایلف ساکت ہو چکی تھی۔"تم کیسے جانتی ہو اپنی دادی کے بارے میں۔۔۔"

پریسہ نے انہیں ایک نظر دیکھا، کچھ بولی نہیں۔اس کے ہاتھ میں پھولوں کی پتیاں تھی۔وہ انہیں توڑتی جا رہی تھی۔ایلف کی بات کو اس نے نظر انداز کر دیا۔

"پریسہ۔۔۔"ایلف تقریباً چلاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔"تمہیں یہ کس نے بتایا۔۔۔"

ایلف کا تنفس بے قابو ہوا تھا۔

"جب آپ مجھے کچھ نہیں بتائیں گی تو مجھ سے بھی کسی چیز کی توقع مت رکھیں۔"اس کا لہجہ اٹل تھا۔

"میری بات الگ ہے۔۔۔"

"میری بھی الگ ہے۔۔۔مجھ سے بھی آپ اب کچھ نہیں پوچھیں گی۔آپ میری مدد نہیں کر سکتیں، تو آج کے بعد آپ مجھ سے بھی کچھ نہیں پوچھیں گی۔"اس نے دکھ سے حلق میں بنتی گلٹی کو اندر دھکیلا۔بڑی سیاہ آنکھیں گلابی ہو چکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"پریسہ۔۔۔میری بات سنو۔۔میں تمہارے ہی فائدے کے لئے سب کر رہی ہوں۔۔میں تمہیں نقصان سے بچانے کے لئے کر رہی ہوں سب، کیا تمہیں اپنے خاندان کے یوں قتل ہو جانے پر بھی پتہ نہیں چل رہا، کیا تم اندازہ نہیں کر سکتی کہ وہ تمہارے ساتھ کیا کر سکتے ہیں ۔۔"

"ایلف جانم۔۔" وہ اب اٹھ کھڑی ہوئی۔ "میری زندگی نے اب تک مجھے ایک بات سمجھائی ہے۔۔" وہ نم آنکھیں لئے بھیگا سا مسکرائی۔ "کہ کوئی چیز بھی میری نہیں ہے۔ جو چیز بھی میرے پاس آئے گی یا جائے گی، وہ میری نہ تھی اور نہ رہے گی۔ جو خوشیاں کبھی مجھے ملیں، وہ میری زندگی سے ویسے ہی غائب بھی ہوئیں گی۔ اسی لئے میرے ذہن نے اچھے خیالات کو پراسس کرنا اور خواب دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔ میں بس یہی سوچتی ہوں کہ ہر قدم پر مجھے، تکالیف زیادہ اور خوشیاں کم ملیں گی۔ یا شائد کبھی خوشیاں ملے ہی نہ۔۔۔ تو میں ہمیشہ ہر کام کا نتیجہ ایسے ہی سوچتی ہوں۔ کہ یہ نتیجہ برا ہو سکتا ہے، مجھے نقصان پہنچ سکتا ہے، اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔۔" اس نے ایک بھیگی سانس اندر کھینچی۔ "پتہ ہے میرے لئے زیادہ تکلیف دہ کیا ہے ۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ کچھ دیر کے لئے سانس لینے کو رکی۔ "کہ آپ کو سب کچھ پتہ ہے لیکن آپ مجھے نہیں بتا رہیں۔ آپ ہر بات ادھوری چھوڑ دیتی ہے۔ ہر موقع پر بات پلٹ دیتی ہیں۔ میرا ذہن پوری پوری رات اندازے لگانے میں گزر جاتا ہے کہ اصلیت کیا ہے۔۔"

اس لئے اگر آپ میری مدد کرنا چاہتی ہیں تو مجھے سب صاف صاف بتادیں، میں ہر طرح کے نقصان کے لئے تیار ہوں،۔ ورنہ میں سب کچھ خود کروں گی، اور آپ کے پاس یہ حق نہیں ہو گا کہ مجھ سے کچھ پوچھیں، یا مجھے کہیں کے میں کیا صحیح کر رہی یا کیا غلط۔۔۔"

ایلف نے بے بسی سے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے، اور کرسی پر واپس بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھوں میں سر گرائے وہ فکر مند اور پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ کبھی کبھی انسان ایسے حالات میں ہوتا ہے جہاں وہ سمجھ نہیں پاتا کہ آگے کیا کرنا ہے۔ ہر راستہ اندھیرے کی جانب جاتا دکھائی دیتا ہے۔ اس وقت ایلف کی حالت کچھ یوں تھی۔ اس نے پریسہ کی جانب چہرہ اٹھایا۔

"میں پہلے ہی بہت سے پچھتاؤں میں گری ہوئی ہوں پریسہ، تمہیں سب بتا کر، تمہیں نقصان میں ڈال کر میں خود کو مجرم نہیں بنانا چاہتی۔ تم سب کچھ خود کرنا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے میں تمہیں منع نہیں کروں گی۔ لیکن، میں تمہیں بتائے دیتی ہوں اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں جانتی ہوں تمہاری کوششیں تمہارے لئے صرف مشکلات لے کر آئیں گی، کیونکہ میں اس سب سے گزر چکی ہوں۔ میں ایسے حالات میں تمہاری جگہ رہ چکی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

پریسہ نے اثبات میں سر ہلایا۔اور کچھ توقف کے بعد بولی۔"ایلف حانم،جب بھی میں ایسا سوچتی تھی،تو دیدا مجھے ایک بات کہتے تھے۔۔"

ایلف نے اسے دیکھا۔

"وہ کہتے تھے،کوئی بھی کام کرتے وقت انسان دو چیزوں کا سوچتا ہے۔نقصان کا اور فائدے کا۔ نقصان چونکے تکلیف دہ ہوتا ہے،تو وہ فائدے کی سوچ پر حاوی ہوتا ہے۔ہم خود بخود ہی اس کام کے نتیجے کو نقصان سے جوڑ دیتے ہیں،اور یہ تکلیف دہ سوچ ہمیں وہ کام کرنے نہیں دیتی۔پھر ہم کچھ نہیں کر پاتے۔لیکن اگر دیکھا جائے تو،تو کچھ نہ کرنے کا پچھتاوا،نقصان کی تکلیف سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔کیونکہ اگر ہمیں وہ کام کرنے پر نقصان مل بھی جائے،تو اس نقصان کے ساتھ ساتھ ہمیں تجربہ ملتا ہے۔

جب بھی میں کوئی کہانی لکھتی تھی یا کام کرتی تھی،اور وہ ریجیکٹ ہو جاتی یا وہ کام مجھ سے نہیں ہو پاتا تھا۔میرا اس پر صرف کیا ہوا وقت مجھے لگتا تھا ضائع ہو چکا ہے۔مجھے لگتا تھا میں نے خامخواہ میں وقت ضائع کر کے اپنا نقصان کیا۔لیکن اب جب میں سوچتی ہوں تو،جو مجھے نقصان لگ رہا

www.novelsclubb.com

تھا،وہ نقصان نہیں تھا۔وہ ایک تجربہ تھا۔اس کوشش نے مجھے ایک نیا تجربہ دیا تھا۔آپ کہ رہی ہیں کہ یہ سب مجھے نقصان دے گا۔لیکن جب میں کوشش ہی نہ کروں،میں میدان میں ہی نہ اتروں تو مجھے کوئی حق نہیں کوئی بھی نتیجہ اخذ کرنے کا۔آپ نتیجے کے ڈر میں ہیں ایلف حانم،اور میں۔۔۔میں اب سمجھ چکی ہوں کہ کوئی بھی نتیجہ۔۔چاہے برا ہو یا اچھا۔انسان کی قوت برداشت اسے ہضم کر لیتی ہے۔"وہ خاموش ہوئی۔ایلف حانم میز پر کہنیاں ٹکائے،ہاتھوں کی مٹھی منہ پر جمائے ہوئے تھیں۔انکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر،ان کے گالوں پر پھسل گئے۔

"ہم انسان ایسے ہی بنائے گئے ہیں،ہم کہتے ہیں،فلاں میری زندگی میں نہ ہوا تو ہم زندہ نہیں رہیں گے۔میری زندگی سے یہ نعمت چلی گئی تو،میں زندہ لاش بن جاؤں گی۔میرے ماں باپ مجھ سے پہلے چلے گئے تو یہ غم تو سہے جانے کے قابل ہی نہیں ہو گا۔لیکن ایسا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔"وہ اداس سی ہنسی ہنستے ہوئے،ایلف حانم کو دیکھنے لگیں۔"ہم سب زندہ رہ لیتے ہیں، کسی کے بھی بغیر،ہمیں بہت ڈھیٹ بنایا گیا ہے۔ہم انسانوں کو صرف ہماری اپنی موت مانند کرتی ہے،کوئی اور چیز نہیں۔۔۔"

ایلف حانم کسی گہری سوچ میں گم تھیں،اس کی باتیں اسے کسی اور جہان میں لے گئی تھی۔کچھ تھااس کے لہجے میں جوان کے دل اور دماغ کی حالت الٹاپلٹا گیا تھا۔یہ سچ تھا۔یہ بات اس نے صحیح کی تھی۔اپنے پچھتاؤں کا غم اب ان پر واضح ہوا تھا۔اپنے غمزدہ دل کی دھک دھک اب انہیں سمجھ آئی تھی۔شائد ان کا کچھ نہ کرنے کا غم،اس نقصان سے بڑا تھا جو قسمت نے انہیں دیا تھا۔وہ اسے وہاں سے گیسٹ ہاؤس کی طرف جاتا دیکھتی رہی۔اس کی پشت پر نظریں ٹکائے،وہ کئی بار یہ سوچ بیٹھیں کہ وہ اسے بتائے یا نہیں۔لیکن کچھ ہو جانے کا ڈر،کچھ کرنے کے ڈر سے زیادہ،ان پر حاوی ہوا۔ان کا کچھ کرنے کا ارادہ،کسی زخمی پرندے کی مانند پھڑ پھڑاتا خاموش ہو گیا تھا۔

♦♦♦

دوپہر کی ہلکی پھلکی دھوپ،شام کے سرمئی آسمان میں بدل رہی تھی۔ایمر مرات کی گاڑی مختلف سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی،اب اس عالیشان محل نما حویلی کے دیو ہیکل گیٹ کے سامنے آرکی تھی۔اس کی پچھلی ملاقات اچھی رہی تھی۔آج کی ملاقات بے حد اہم تھی۔اسے وہ کوئی زمہ داری دینے والے تھے۔ڈیڈ نے جس طرح اس کے ساتھ اپنا رویہ بدلا تھا۔اس پر اس کا دل

www.novelsclubb.com

خوشی سے مچل رہا تھا۔اچانک اپنی ذات اسے بامعنی سی محسوس ہونے لگی۔گیٹ کے ایک طرف قصر المغربی لکھا ہوا تھا۔اتنا تو وہ جان چکا تھا، کہ حسن المغربی کا ظاہری ریکارڈ ایک امیر کبیر بے ضرر تاجر کے طور پر ہر جگہ محفوظ ہے۔اس کے کالے کرتوتوں سے سوائے اس کے اور کوئی واقف نہیں۔اور اس کا ایک بھتیجا ہے جو حال ہی میں موسٹر آیا ہے۔وہ اندر پہنچا تو، ایک گارڈ نے اس کی کار پارک کرنے کی غرض سے اس سے چابی لے لی۔وہ دوسرے گارڈ کے ہمراہ اس بڑے سے گارڈن کی طرف آیا، جو اسی حویلی کی چار دیواری میں تھا۔وہاں بیٹھنے کی ایک خوبصورت جگہ بنائی گئی تھی۔شفاف ماربل کی بنائی گئی ٹیبل کے گرد آرامدہ کرسیاں تھیں۔اور اوپر ایک بڑا اور کھلا سا چھاتا تھا، جس کے باعث بارش یا دھوپ وہاں نہیں آسکتی تھی۔مغربی چند لوگوں کے درمیان بیٹھا، چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ٹیبل پر انواع واقسام کی اشیا پھیلی تھی ۔ان سب کا ایک ساتھ کسی بات پر بلند و بالا قہقہہ گونجا۔وہ چہرے پر مسکراہٹ لئے، انہیں سلام کرتا ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔مغربی نے سر کے خم سے اسے جواب دیا۔باقی لوگ بھی اس کی جانب متوجہ ہو چکے تھے، وہ سب اسے مرات کی وجہ سے جانتے تھے۔

"تم وقت پر آگئے، اچھا کیا، کام کے پہلے دن ہی اچھا تاثر قائم کرنا چاہیئے۔" مغربی نے کہہ کر اپنے قریب بیٹھے لوگوں کو دیکھا۔ "اسے میں نے یہاں کام پر رکھ لیا ہے، نیا ہے تو تم لوگوں کی زمہ داری ہے سارے معاملات سے اسے آگاہ کرنا۔۔۔ جہاں تک بات ہے تمہارے کام کی ۔۔"

ایمر بغور اسے سن رہا تھا۔ وہاں بیٹھے باقی لوگ بھی اس کے کام کے بارے میں جاننے کے لئے متجسس تھے۔

"میرے بگڑے ہوئے بھتیجے پر نظر رکھنی ہے تم نے۔۔۔ اس نے میرا بہت نقصان کیا ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں۔۔ اس کی کلبنگ کے علاوہ کیسی مصروفیات ہیں۔ وہ کہاں جاتا ہے، کس سے ملتا ہے۔۔۔ اور گاؤں میں۔۔ کس کس سے تعلق میں ہے۔۔۔" چائے کی چسکی لے کر اس نے ایمر کے قریب کھڑے ویٹر کو سرسری سی نگاہ سے دیکھا۔ جو اس کے لئے چائے بنا رہا تھا۔ "تو بولو۔۔۔ کر سکو گے یہ کام۔۔۔" اس کی سرخ آنکھیں، عمیق نظروں سے اس کا جائیزہ لے رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"بالکل کر سکتا ہوں۔۔۔" وہ فوراً اعتماد سے بولا۔

"اگر تم یہ کام کرنے میں کامیاب رہے تو پیسوں کی تم فکر نہ کرو، سیلری تمہاری سوچ سے بڑھ کر ملے گی تمہیں۔ لیکن اس کو پتہ نہ چلنے پائے۔۔۔اسے پتہ چل گیا تو تمہاری نوکری گئی۔۔"

"جی بالکل۔۔۔میں تیار ہوں اس کام کے لئے۔۔" وہ تیزی سے سر ہلاتا مطمئن انداز میں بولا۔

"تو پھر ٹھیک ہے، آج سے کام پر لگ جاؤ۔۔" پھر اس نے ایک باڈی گارڈ کو اشارہ کیا، "جیمز کو بلاؤ۔۔۔"

وہ مستعدی سے "یس سر" کہتا، کان میں لگے آلے کو انگلی سے دبا کر کچھ بولا۔ کچھ دیر میں، جیمز وہاں آچکا تھا۔ وہ اس سے چند سال ہی بڑا لگتا تھا۔

"اس کو بریفنگ دینا، تمہاری زمہ داری ہے۔ آج سے اس کی ڈیوٹی شروع ہو چکی ہے۔" جیمز مغربی کی بات سن کر اس کی جانب پلٹا اور خوش دلی سے مسکرایا۔ اسے صحیح معنوں میں سب کچھ اچھا لگ رہا تھا۔ اب اسے ڈیڈ کو یہ ثابت کرنا تھا کہ وہ کچھ کر سکتا ہے کہ نہیں۔

♦♦♦

اگلے دن، صبح کی روشنی جب اس کی بند کھڑکی پر پھیلی، تو وہ کسمسا گئی۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھے اس کے سیل نے بھی، چڑیوں کے چوں چوں والا الارم بجانا شروع کر دیا۔ اس نے الارم کو نظر انداز کر کے ایک کروٹ لی۔ لیکن وہ مسلسل بجتا اسے بیدار کرنے پر مجبور کر گیا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ بکھرے بال، ہاتھ میں پہنی سکرنچی میں لپیٹے۔ بلینکٹ ہٹا کر اس نے پیر بستر سے نیچے کئے، اور پیروں میں سلیپرز اڑسے۔ روزمرہ کی طرح پہلے اس نے کھڑکی سے پردے سمیٹے، کچھ لمحے وہی کھڑکی میں کھڑے باہر پھیلے سبزے کو تکتی رہی۔ "کیا مجھے اس سے پوچھنا چاہئے، کہ وہ کہاں تھا۔"، رات دیر تک، ذہن پر ہتھوڑے کی مانند برستا سوال، پھر سے اسے یاد آیا۔ وہ شش و پنج میں مبتلا، کھڑکی کے فریم پر دونوں ہاتھ ٹکا گئی۔ کیونکہ دوسرا کوئی راستہ اس کے پاس بچا نہیں تھا۔ اور جہاں تک ایلف حانم کی اس سے دور رہنے والی وارننگ کی بات تھی۔ وہ اسے ویسے ہی نظر انداز کر دے گی جیسے ایلف حانم اس کی بات کو نظر انداز کر رہی تھیں۔ غصے کی ایک لہر اس کے اندر تک سرائیت کر گئی۔ اب وہ جو چاہے کرے گی۔ ان کو کوئی خبر دینا، خود کو خواہ مخواہ اذیت دینا تھا۔ وہ پہلے ری ایکشن دیتیں اور اس کے بعد کچھ بھی بتانے سے انکاری ہو جاتیں۔ اور اس کا دماغ سوچ سوچ کر آتش فشاں پہاڑ کی مانند پھٹنے کو تیار ہوتا۔ وہ اینگزائٹی میں

چلی جاتی،اس کاPTSD۔۔پھر سے ایکٹیویٹ ہونے کی کوشش کرتا۔وہ تو شکر ہے اب اس میں کچھ کمی آگئی تھی، لیکن کسی نہ کسی موقع پر ہونے والے پینک اٹیکس کو وہ اب بھی روکنے سے قاصر تھی۔وہ کھڑکی کے پٹ بند کرتے الماری کی جانب بڑھی۔

(کیا وہ کال کر کے اس سے ملنے کا کہے۔۔؟؟)الماری کا پٹ کھول کے ایک اور خیال اس کے ذہن پر آن وارد ہوا۔(یا ملنے کا کچھ بولے ہی نا، کال پر ہی بات ہو جائے۔۔۔)اس نے سوچتے ہوئے الماری سے کپڑے اٹھائے۔کچھ ہی دیر میں جب وہ کمرے سے باہر آئی، تو ایلف حانم، باہر سٹنگ ایریا میں رکھے صوفے پر بیٹھی ناشتہ کر رہی تھیں۔دروازے کی چرچراہٹ پر گردن گھمائی۔اس پر نظر پڑی۔جو بالوں کی اونچی پونی بنائے۔سفید گول گلے والے سویٹر اور بلیک پینٹ پر، بلیک ہی کوٹ پہنے ہوئے تھی۔اس کا سفید مفلر اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔وہ ایلف کو گڈ مارننگ کہتے، بیرونی دروازے کی جانب بڑھی تو ایلف نے چونک کر اسے مخاطب کیا۔

"تم ناشتہ نہیں کر رہیں کیا۔۔؟؟"

"باہر کروں گی، لیٹ ہو رہی ہوں۔۔"اس نے دروازہ کھولتے ہوئے بنا مڑے ہوئے کہا تھا۔

"ایک دو منٹ دیر سے کچھ ہو تو نہیں جائے گا۔۔" ایلف نے پیچھے سے ہی صدا لگائی۔

"ہو جاتا ہے۔۔۔دیر ہو جائے تو بہت سی چیزیں ہاتھ سے نکل جاتی ہیں۔۔"

اپنے پیچھے دروازہ بند کرنے سے پہلے اس نے انہیں جواب دیا تھا۔ایلف چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے، کچھ ٹھٹکی۔(کیا اس نے مجھے سنانے کو یہ بات بولی ہے) آنکھیں سکیڑتے ہوئے اس نے بند دروازے کو دیکھا۔ گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے، ہاتھوں میں تھامے کپ سے نکلتا دھواں ہوا میں تحلیل ہوتا گیا، اس نے کندھے اچکائے اور کسی گہری سوچ میں گم ہو گئی۔

♦♦♦

وہ لائبریری میں اپنا کام نپٹا کر نکل چکی تھی۔اور اب کیب میں بیٹھے اس کی منزل بیلا وسٹا ریستوران تھا۔کچھ ہی دیر میں وہ وہاں پہنچی۔ کیب کا دروازہ کھول کر وہ باہر نکل آئی۔ وہی مخصوص بیلا وسٹا کے مشہور کباب اور پھولی ہوئی بریڈ کی خوشبو فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ کئی دنوں بعد یہاں آئی تھی۔ طبیعت پر چھائی پس مردگی کچھ کچھ زائل ہوئی۔ وہ بیلا وسٹا کی اسی جانب چلی آئی جو ایریا بنا چھت کے تھا۔ جہاں قطار در قطار آمنے سامنے بینچز بمع وسط میں رکھی

www.novelsclubb.com

ٹیبلز کے موجود تھے۔وہ اس چھوٹے سے جنگلے کے قریب والے بینچ پر بیٹھ گئی۔جہاں سے نیچے بہتا دریا اور شہر کا بقیہ حصہ نظر آرہا تھا۔سردی کے باعث لوگ برتیج سے نیچے دریا میں کودنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے۔اس کے ارد گرد پھیلی برتنوں کی کھنکناہٹ، مختلف ٹیبلز پر ٹرے رکھتے یا آرڈر نوٹ کرتے ہوئے ویٹرز، لوگوں کی باتوں کا مدھم سا شور اور موسٹر کی شفاف ٹھنڈی فضا۔ اس شہر سے محبت کرنا مشکل نہ تھا۔اس نے ٹیبل پر رکھے اپنے بیگ سے فون نکالا۔وہ پہلے ہی اسے کال کرنے کا سوچ رہی تھی۔لیکن ان کے مابین ہونے والی پچھلی تلخ ملاقات کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوما۔اس کے کانٹیکٹ پر کال کرتی اس کی انگلیاں لمحے بھر کو تھمی۔اس نے فون سکرین سے نظریں اٹھا کر کچھ سوچتے ہوئے سامنے اگلی بینچ پر بیٹھی ایک فیملی کو دیکھا۔ پھر گلا کھنکھارا اور بینچ پر کچھ سنبھل کر بیٹھی۔(بہر حال جو بھی ہو، بات تو کرنی ہی ہے۔۔)اور اس نے کال کر ڈالی۔کچھ لمحات گزرے تھے،اور پھر اس کی گہری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

www.novelsclubb.com

"جی پریسہ کنعان۔۔فرمایئے۔۔" بنا ہیلو ہائے کے وہ سیدھا بولا، جیسے اس نے اسے دہی لانے کے لئے فون کیا ہو۔

"مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے، کیا ہم مل سکتے ہیں ابھی۔۔" وہ لب کاٹتے ہوئے کچ غیر آرامدہ سی بولی۔

"ابھی۔۔۔۔" اس نے کچھ وقت لیا سوچنے کے لئے، "شیور۔۔۔کچھ دیر کے لئے آسکتا ہوں میں"

(جیسے میں تمہیں ہمیشہ کے لئے بلا رہی ہوں) سوچتے ہوئے اس نے سر جھٹکا۔

"بیلا وسٹا۔۔ریستوران، آجاؤ تم، میں وہیں پر ہوں،،" اس نے جلدی جلدی کہا۔ جواباً وہ او کے کہہ کر کال ڈسکنکٹ کر گیا۔

اس نے وہی اپنے پسندیدہ کباب ود سیلیڈ، اور کافی کا آرڈر دیا تھا۔ تقریباً کوئی بیس منٹ بعد جب وہ تقریباً اپنا کھانا اور کافی ختم کر چکی تھی۔ تو وہ چابی سے ٹیبل پر دستک دے کر اسے اپنی جانب

متوجہ کرتا اس کے سامنے آبیٹھا۔اس کی پرفیوم اور ڈریسنگ نے یک لحظے کو اسے اپنے سحر میں ضرور لیا تھا۔لیکن جلد ہی اس نے، مرحبا کہہ کر اسے گریٹ کیا۔

"مرحبا۔۔۔" وہ بھی جواب دیتا گردوپیش پر ایک نگاہ ڈال کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔داؤد نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز سے اسے دیکھا۔

"تو تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔۔۔؟؟" اس نے سوالیہ ابرو اچکائی۔

"نہیں۔۔اسی لئے تمہیں پہلے پچھلے رویے، پر معافی مانگنی چاہیئے۔۔۔" پھر ٹیبل پر پڑے فون میں وقت دیکھا۔"میں اسی کے انتظار میں ہوں۔۔۔"

"اوہ اچھا۔۔۔" اس نے اپنی کنپٹی کھجائی۔"آئی ایم ناٹ ساری۔۔ایٹ آل۔۔" پر سکون سے انداز میں کہتے اس نے قریب آتے ایک ویٹر کو کافی کا آرڈر دیا تھا۔(یقیناً وہ اس سے نہیں پوچھنے والا تھا کہ اسے کچھ چاہیئے کہ نہیں۔۔) یہ سوچتے ہوئے پریسہ نے وہ پلیٹیں نظر انداز کر دیں جو اس کے سامنے رکھیں اچھی طرح پیٹ بھر کر کھائے جانے کا اشارہ دے رہی تھیں۔

اس کی ڈھٹائی پر وہ دھک رہ گئی۔اس نے وضاحت چاہنے والے تاثر سے اسے دیکھا۔جبکہ وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"تمہاری سٹیپ مام تمہارا ایک رشتہ طے کر رہی ہیں،اور اس کے پیچھے ان کی نیک خواہشات یعنی تمہیں ہنسی خوشی رخصت کروانا بالکل نہیں ہے۔میں نے رنگز کا ذکر اسی لئے کیا۔کیونکہ میں ،ان کا پلین کامیاب ہونے کے حق میں نہیں ہوں۔۔۔"

وہ چونکی،اور پھر شدید حیرت نے اسے آلیا۔

وہ سیدھی ہو بیٹھی تھی۔ویٹر ٹیبل پر اس کے سامنے کافی رکھ رہا تھا۔اس کا براؤن کوٹ پھولا ہوا تھا۔سرمئی آنکھیں شفاف سی دکھائی دے رہی تھیں۔ماتھے پر گرتے بال،اور اس کی عربوں جیسی بھنوئیں اس کا چہرہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھا۔(کیا وہ سچ میں آئی بروز ٹرم کرواتا تھا)،یہ سوال پھر سے اس کے ذہن میں گونجا۔اس نے لب سختی سے بھینچے مبادا منہ سے ہی نہ نکل جائے۔

"تمہیں اس سب کا کیسے پتہ۔۔۔"اس کی آنکھیں متعجب تھیں۔

"یہ سوال اہم نہیں۔۔۔۔"وہ کافی اپنے قریب کھسکاتا بول اٹھا۔

www.novelsclubb.com

"تم میری فکر کیوں کر رہے ہو۔۔۔ تمہیں اس سے کیا لینا دینا جس سے بھی میری بات طے ہو ۔۔"اس نے خالی پلیٹیں اپنے سامنے سے ہٹا کر ایک طرف کیں اور پاس پڑے ٹشو باکس سے چند ٹشو نکالے۔

وہ کافی کا سپ لے کر کپ نیچے رکھ رہا تھا۔

"میں نے یہ کب کہا کہ مجھے تمہاری فکر ہے، یا میں یہ تمہارے لئے کر رہا ہوں۔۔"

"تو پھر۔۔۔؟؟"اس نے ٹیبل پر رکھے اپنے بیگ کی سٹرپ میں ناخن گھسائے۔

"پلین میں شامل دو لوگ میری ٹارگٹ لسٹ میں ہیں، میں ان کا پلین کامیاب نہیں ہونے دے رہا، تمہارے بارے میں تو میں نے کچھ سوچا ہی نہیں۔۔۔"وہ لاپرواہی سے بولا تھا۔

اس نے اپنا گال اندر ہی اندر سے کاٹ لیا۔

"تم ٹارگٹ کلر ہو۔۔۔؟؟؟۔۔"(اسے اس کے بارے میں تفصیلاً جاننا تھا، وہ بار بار کسی نہ کسی طرح اس سے کنکٹ کیوں ہو رہا تھا)

"نہیں۔۔۔" وہ خفیف سا مسکرایا تھا۔وہ جز بز ہوئی۔(اس میں مسکرانے کی کیا بات ہوئی بھلا۔۔)۔

"تو۔۔۔؟؟ پھر۔۔؟؟"

"دیکھو پریسہ کنعان۔۔" اس کی سرمئی آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں سے ٹکرائی تھیں،اس کا دل کسی پتھر کی مانند جیسے پانی میں ڈوب کر ابھرا،ایک نئے احساس نے سر سے لے کر تلوؤں تک اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔"میں تم سے کچھ چھپا کر تمہیں نقصان میں ڈالوں گا،،اور تم مجھ سے کچھ چھپا کر مجھے۔۔۔تو مناسب یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سب کچھ صاف صاف بتائیں۔کیونکہ یہی ایک راستہ ہے جو ہماری مدد کر سکتا ہے۔ہم دونوں کی۔۔" اس نے جلد ہی الفاظ کی تصحیح کی۔

اس نے نظریں جھکا کر اس کے کپ کو دیکھا۔دل کی دھڑکن اسے کانوں تک سنائی دے رہی تھی۔وہ کچھ سوچ رہی تھی۔دل و دماغ ایک نئی کش مکش میں تھے۔اور پھر جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچی۔اور بول اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے۔۔لیکن۔۔۔" وہ کچھ کنفیوز ہوئی۔

"لیکن۔۔۔؟؟" داؤد سلطان نے ایک ابرو اچکائی۔

تم کیا کرتے ہو۔۔۔؟؟"۔

"میں۔۔۔" اس نے ایک گہری سانس لی "ایسے لوگوں کا پیچھا کرتا ہوں جو غیر قانونی کاموں میں ملوث ہوتے ہیں۔۔"

اس کی بھنوئیں یک دم اکھٹی ہوئیں۔"یعنی پولیس کے آدمی ہو تم۔۔۔؟؟؟"

"ہمم۔۔۔" اس نے لب دبائے اثبات میں سر ہلایا۔"کچھ ایسا ہی سمجھو تم۔۔۔"

وہ کچھ دیر اسے دیکھے گئی۔"تو وہ لوگ جو اس پلین میں شامل ہیں، وہ لوگ۔۔مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟؟"

اس نے آہستگی سے کافی کا سپ لیتے لیتے ہونٹوں سے کپ ہٹایا تھا۔"جو وہ تمہارے دادا سے چاہتے تھے۔۔۔انہیں وہ جگہ چاہیئے۔۔جہاں تم رہ رہی ہو۔۔۔"

پریسہ کے جسم کا رواں رواں کھڑا ہو گیا۔اس نے بدقت تھوک نگلا۔ایک انجانا سا خوف اسے اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔

"تو تم کہہ رہے ہو میری سٹیپ مام کسی کے ساتھ مل کر میرے خلاف پلیننگ کر رہی ہیں ۔۔۔"اس نے کچھ تیکھی نظریں اس پر ڈالیں۔

"ہوں۔۔۔بظاہر تو ایسے ہی لگتا ہے۔۔۔تم بتاؤ تمہیں کیا پوچھنا تھا۔۔۔"وہ اس کے مدعے پر آیا تھا۔

پریسہ نے اپنا ماتھا مسلا،"مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔"

"اگر تم عقلمند ہوئی،تو اس شخص سے مل کر جان جاؤ گی۔۔"

"کیسے۔۔۔؟؟مجھے کیسے پتہ چلے گا وہ کسی پلین کے مطابق چل رہا ہے۔۔"

"تم اس کے الفاظ اور حرکات پر غور کرنا بہت سی چیزیں تم خود سمجھ جاؤ گی،اگر تم اپنے آپ کو اس سے گفتگو کے دوران،کسی ایسی جگہ رکھو،کہ تمہاری سیلف رسپیکٹ زیادہ ہو،تمہاری باؤنڈریز کو نقصان نہ پہنچے،اور نہ ہی تمہیں کسی کی ویلیڈیشن یا تعریف کی ضرورت پڑے۔تو تم

اسے اچھی طرح جج کر پاؤ گی، کیونکہ مس پریسہ manipulation تب کام کرتی ہے جب سامنے والا اپنی ذات سے غیر مطمئن ہو، جب وہ اپنی ذات کے بارے میں غیر محفوظ ہو، لوگ دوسروں کو اپنی باتوں میں لانے کے لئے ان کی زندگی اور ذات پر اس طریقے سے بحث کرتے ہیں، کہ سامنے والے کو وہ سچ دکھائی دیتی ہیں، وہ ان باتوں کو fact سمجھنے لگتے ہیں، یعنی universal truth۔۔۔ جیسے کہ اگر میں تمہیں کہوں کہ سورج گول ہے، تو تم کہو گی ہاں بالکل یہ سچ ہے۔۔۔"

وہ سانس روکے اسے پر سکون انداز میں بات کرتے ہوئے دیکھے گئی۔

"اسی طرح اگر تمہاری اپنی ذات کے لئے حدود متعین نہیں ہوں گی، تو تم اپنے بارے میں مشکوک ہو گی، یا غیر محفوظ، نتیجتاً تم اپنی ذات کو دوسروں کی نظر سے دیکھو گی۔ اور اگر کوئی تمہیں کہے کہ دیکھو تمہاری آنکھیں ٹیڑھی ہیں۔ تو تم پورا پورا دن خود کو یہ یقین دلانے میں ناکام رہو گی کہ نہیں وہ ٹیڑھی نہیں ہیں۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"تو یعنی، مجھے خود کو دوسروں کے دھوکے سے بچانے کے لئے، اپنا نظریہ درست کرنا پڑے گا، تاکہ کوئی اسے غلط ثابت کرنا چاہے تو نہ کر سکے۔۔"

"ہوں۔۔۔ سمجھدار ہو تم۔۔۔"

اس نے اسے کافی ختم کرتے دیکھا۔ پھر ایک نظر اطراف کے پرارتعاش منظر پر ڈالی۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے وہ سوال کرنے کی ہمت کی، جو کرنے کے لئے وہ یہاں آئی تھی۔

"تم اس دن ایلف حانم کے بارے میں کچھ کہہ رہے تھے، کہ وہ ویسی نہیں جیسی دکھتی ہیں ۔۔اس سے کیا مطلب تھا تمہارا۔۔"اس نے گود میں رکھے ہاتھ کی مٹھی بھینچ لی۔ حلق خوش ہونے کو تھا۔ وہ جاننا چاہتی تھی وہ کیا کہنے والا تھا اس دن۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں یونہی بس۔۔۔"اس نے سرسری نظروں سے بائیں طرف کھیلتے بچوں کو دیکھا۔

"مجھے لگتا ہے تمہیں ان پر ٹرسٹ نہیں کرنا چاہئے۔۔۔"۔

"کیوں تم انہیں کیسے جانتے ہو۔۔۔"سانس تھمی ہوئی تھی۔

"میں جان جاتا ہوں۔۔لوگوں کو ایک نظر دیکھ کے۔۔۔"اس کی نگاہوں کا رخ پریسہ کی جانب ہوا۔اس کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی،اور ہاتھ کی مٹھی،ڈھیلی پڑ گئی۔(وہ نہیں جانتا تھا،)اس نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔

"ٹھیک ہے،تو پھر میرے بارے میں تمہیں کیا لگتا ہے،کیا مجھ سے کسی کو بچ کر رہنا چاہیئے۔۔"

اس کے سوال پر وہ کچھ چونکا۔اور میز پر رکھا کپ ہاتھ میں تھاما۔وہ بغور اسے دیکھنے لگا۔وہ پر کشش تھی،لیکن اس کے بارے میں وہ اندازے نہیں لگا پایا تھا،ہاں اس کے چہرے کے تاثرات اس کے خیالات کو اچھے سے ٹرانسلیٹ کرتے تھے،بنا اس کا جواب سنے وہ کئی دفعہ جان پایا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی تھی۔لیکن جو چیز اس کے دل میں اس کے لئے ایک نرم گوشہ بنا گئی تھی۔وہ اس کے حالات تھے۔اس نے اسی کی طرح خشک زندگی گزاری تھی۔مسلسل حالات سے لڑتے لڑتے۔اب بھی جو سوال اس نے پوچھا تھا،وہ کسی خوف کے تحت تھا۔

"کیوں۔۔۔؟؟ تمہیں ڈر ہے کہ میں کچھ ایسا جان گیا ہوں جو مجھے نہیں جاننا چاہیئے تھا۔۔؟؟"

www.novelsclubb.com

وہ ایک دم سن ہوئی۔ چہرہ بوکھلاہٹ اور شاک سے گلابی ہوا۔ اس کی آنکھوں میں اس کے بدلتے تاثرات پر دلچسپی امڈ آئی۔

"نہیں۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔" وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی۔

"تم جھیل میں غائب ہو کر کہاں گئے تھے۔۔"

وہ چند لمحے اس کی طرف دیکھے گیا۔ "میں جواب دے سکتا ہوں اگر پہلے تم میری بات کا جواب دو۔۔۔۔"

اس نے جھنجھلا کر اسے دیکھا۔ "لیکن میں نے تمہیں بلایا ہے تو تم میرے سوالات کے جواب دو۔۔!!"

www.novelsclubb.com

وہ ہنس پڑا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔تم مجھے بلاؤ گی اور میں تمہارے سوالات کے جوابات دینے نوکروں کی طرح پہنچ جاؤں گا۔۔۔میں ہر چیز کو ایک بزنس ڈیل کی طرح لیتا ہوں مادام، اگر تمہیں میری مدد چاہیئے تو تمہیں میری مدد کرنا ہوں گی۔۔دیٹس اٹ۔۔" وہ بنا تاثر کے اپنا سیل

فون کوٹ کی پاکٹ سے نکالتا، ہٹ دھرم لہجے میں بولا۔ ”تم دو گی جواب یا نہیں۔۔؟؟تاکہ میں اپنا مزید ٹائم ویسٹ نہ کروں۔۔“ کچھ دیر پہلے کا دوستانہ رویہ کہیں ہوا ہو چکا تھا۔

”پوچھو۔۔۔!!“اس کا چہرہ خفت سے تمتمایا۔

”وہ بوڑھا کہ رہا تھا کہ تم کچھ چھپا رہی ہو،، بتاؤ کیا چھپا رہی ہو تم۔۔۔“اس کی آنکھیں اس کے چہرے کے تاثرات کو پرکھ رہی تھیں۔

وہ پہلے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ ”مجھے نہیں پتا وہ کس چیز کی بات۔۔۔“

”اوکے۔۔میں چلتا ہوں۔میرا وقت ضائع کرنے کا شکریہ۔۔۔“اس کی بات کٹ کرتا ہوا وہ اٹھنے لگا۔وہ اس کے اس طرح اٹھنے پر بوکھلائی۔پھر صلح جو انداز میں ہاتھ اٹھائے۔

”اوکے۔۔۔میں بتا رہی ہوں۔۔“ وہ کرسی پر پیچھے ہو کر بیٹھی۔داؤد سلطان واپس بیٹھ چکا تھا۔ وہ ہونٹ کا کنارا کھجاتی گویا ہوئی۔اس دوران اس نے سامنے بیٹھے اس کھڑوس شخص سے نگاہ نہیں ملائی۔

"جب ہم جھیل کے کنارے تھے، تو میں نے وہاں ایک بطخ دیکھی تھی، تم اسے نہیں دیکھ پائے، لیکن اس نے پانی میں ایک ڈبکی لگائی اور اسی وقت تم بھی۔۔۔" وہ ٹھٹکی۔ داؤد سلطان نے ایک ابرو اچکائی تھی۔ "اور اسی وقت تم بھی ایک دم غائب ہو گئے۔۔۔" اس نے رک رک کر جملہ مکمل کیا۔

"پریسہ بی بی یہ کہانیاں تم اپنے پوتوں کے لئے بچا کے رکھو۔ مجھے سچ سننا ہے۔ بالکل سچ۔ تم نے ایک اور دفعہ بات گھمائی، تو مجھ سے تمہیں کوئی معلومات نہیں ملے گی۔"

پریسہ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ایک تھکی ہاری سانس خارج کی۔ اس سے وہ کچھ نہیں چھپا سکتی تھی یہ طے تھا۔ اگر اسے کچھ جاننا تھا تو، اسے اس کو کچھ نہ کچھ تو بتانا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں کاغذ پر کچھ لکھ رہی تھی، اور اسی وقت تم پانی میں غائب ہو گئے۔۔۔ یعنی اب اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے۔۔۔" اس نے کچھ حیرت سے ہاتھ ہلایا۔ "یعنی میں نے کچھ لکھا اور تم غائب ہو گئے، بس اور کچھ نہیں دیکھا میں نے،" اس کی مشکوک نظروں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا، تو وہ جھنجلا اٹھی۔ "میں اب سچ کہہ رہی ہوں۔۔"

"ٹھیک ہے میں نے نہیں کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔۔"

"لیکن تم ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔۔"

"کیسے۔۔؟؟ دیکھ رہا ہوں۔۔" وہ پورا اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔اسے لگا جیسے اس کے چہرے سے دھنواں نکلنے لگا ہو۔

"اب تم بتاؤ تم کہا گئے تھے۔۔۔" بات بدل کر وہ جھنجھلا کر بولی۔وہ اسے ہی کیوں دیکھ رہا تھا۔ اس نے یہ سوچا تھا۔اور اس کی نگاہوں کا رخ اس سے ہٹ کر کسی اور طرف گیا تھا۔

"کیا تم نے میڈیویل ایج کی مویز دیکھی ہیں؟؟ پرانی، مگر خوبصورت۔۔؟؟"

"ہاں دیکھی ہیں۔۔" اس نے زور و شور سے سر ہلایا۔

"اگر میں کہوں میں اس قسم کی کسی دنیا میں تھا، تو تم یقین کرو گی۔۔" اس کے لہجے میں کسی قسم کے مذاق کی کوئی رمق نہیں تھی۔وہ منہ کھولے، بنا پلکیں جھپکے اسے تکنے لگیں۔

"تم ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔ کیا تمہیں یقین نہیں آرہا۔۔؟؟"

"اگر تم نے یہ کہانی اپنے پوتوں کے لئے سوچی ہے تو اسے مجھے بتا کر سپوائل مت کرو۔۔۔مجھے سچ سننا ہے۔۔"اس نے دوٹوک لہجے میں کہہ کر اس پر آنکھیں نکالیں تھیں۔وہ بے ساختہ اسے دیکھے گیا پھر سر جھٹک گیا۔

"اگر تمہیں یہ کہانی لگ رہی ہے۔تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔"شانے اچکا کر بولا۔

"ٹھیک ہے تو پھر مجھے پوری کہانی سناؤ۔۔۔"اس کے چہرے پر چھائے شکوک یک لخت بچوں کے سے اشتیاق میں بدلے،وہ بینچ پر کچھ آگے کو ہو کے بیٹھی۔

"میں تمہیں کہانی نہیں سنا رہا جو تم یوں خوش ہو رہی ہو۔۔۔"وہ سر جھٹک کر زیر لب خفیف سا مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے جو بھی ہے،تم بتاتے جاؤ۔۔"

وہ ایک دم چونکا جیسے اسے کچھ یاد آیا ہو۔اور کوٹ کی جیب تپتپائی۔اس کے بعد اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر اس کے سامنے کیا۔وہ پیلے رنگ کا موٹا سا صفحہ تھا۔

"کیا تم نے کبھی ایسا کوئی لاکٹ دیکھا ہے۔۔۔"اس نے وہ کاغذ اس کے سامنے پھیلایا۔

پریسہ نے غور سے اس صفحے پر بنے اس خاکے کو دیکھا۔اور اس کے دل نے یکدم دھڑکنا چھوڑ دیا تھا جیسے۔"یہ۔۔۔یہ۔۔کس نے بنایا ہے۔۔۔"وہ تحیر سے بوکھلا کر پوچھنے لگی۔

یہ ویسا ہی لاکٹ تھا، جو اس نے اس وقت پہن رکھا تھا، جسے شمس الدین نے چھپائے رکھنے کی تلقین کی تھی۔

"یعنی تم نے دیکھ رکھا ہے۔۔۔"اس کی آنکھیں چمکیں۔

"نہیں۔۔۔"اس نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا۔"میں نے نہیں دیکھا۔۔۔بس مجھے یہ کاغذ بہت پرانا لگتا ہے۔کیا یہ اسی قدیم دنیا کا ہے۔۔" لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے اپنے تاثرات قابو کئے۔ٹھیک ہے اس نے اسے سرسری طور پر بتا دیا تھا، کہ جھیل کے پاس کیا ہوا تھا۔لیکن کسی احساس نے اسے اس لاکٹ کے بارے میں کچھ بھی بولنے سے روک دیا تھا۔داؤد نے کچھ دیر کو اسے دیکھا اور پھر وہ کاغذ لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا۔

"ہاں یہ اسی دنیا کا ہے۔۔۔"۔

"اب میں شائد یقین کرلوں، تو وہ کیسی جگہ تھی۔ کیا تم وقت میں پہلے چلے گئے۔۔ جیسے ٹائم ٹریویل۔۔"

"اوں ہوں۔۔۔اس کا اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔۔تو سنو۔۔" داؤد نے اپنی بات کا آغاز کیا۔ شہد رنگ بالوں والی لڑکی اپنی سیاہ بڑی آنکھیں اس خوبرو نوجوان پر ٹکائے، اسے سننے لگی۔

اتوار کی شام:

اس کی سانسیں بند ہو رہی تھیں۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اس کا پیر پھسلا تھا اور وہ تالاب میں موجود کسی گہری جگہ پھنس گیا تھا، حالانکہ جہاں وہ کھڑا تھا وہاں پانی بہت کم تھا۔ اس نے کچھ نا سمجھی سے پانی سے سر باہر نکالا۔ جما دینے والی اس سردی نے پانی پر ایک باریک سی برف کی چادر بنادی تھی۔ ماتھے پر چپکے نم بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے اس نے پانی کے باعث جلتی ہوئی آنکھوں کو جھپکا۔ اس کے چہرے پر پتلے باریک برف کے ذرات ٹھہر گئے۔ نظریں سامنے منظر سے ٹکرائیں تو وہ یک لخت کسی کشمکش میں مبتلا ہوا۔ یہاں کا منظر کچھ دیر قبل کے اس منظر سے

www.novelsclubb.com

مختلف تھا جہاں وہ کچھ دیر پہلے پریسہ کے ساتھ تھا۔ کیا وہ پانی میں کافی دور نکل آیا تھا۔اس کے چاروں اطراف میں بلوط کے لمبے لمبے قدآور مضبوط گھنے درخت تھے۔اور وہ ان کے بیچ موجود گہری جھیل میں تھا۔ جھیل بہت زیادہ بڑی نہ تھی۔ لیکن گہری تھی۔وہ تیرتا ہوا کنارے کی جانب بڑھا۔ کھڑے ہو کر اس نے اپنے لانگ کوٹ کا حشر دیکھا، جو پانی سے بھاری اور مٹی سے اٹا ہوا تھا۔

(یہ کیسی جگہ ہے۔۔)اس سوال کا جواب ڈھونڈتے وہ تیزی سے ارد گرد کا جائیزہ لے رہا تھا۔ دفعتاً اس نے کچھ فاصلے سے کتوں کے یک دم بھونکنے کی آواز سنی۔ جھیل پر ایک تحیر زدہ نگاہ ڈال کر وہ درختوں کے جھنڈ میں داخل ہو گیا۔اسی دوران اسے اپنے سیل فون کا خیال آیا، کوٹ کی جیبیں ٹٹولنے کے لئے اس نے ہاتھ اٹھائے ہی تھے لیکن جلد ہی اس نے اس خیال کو جھٹکا، سیل فون تو وہ گاڑی میں چارج پر رکھا چھوڑ آیا تھا۔اندھیرا ایسا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ کہیں کہیں درختوں کی کمی کے باعث چاند کی روشنی میں وہ کچھ دیکھ پاتا لیکن اگلے ہی لمحے وہ پھر گھنی شاخوں تلے ہوتا۔اس نے گردن اٹھا کے ایک نگاہ آسمان پر ڈالی۔ یک لخت اس کا دل چاہا وہ اس منظر کو قید کر لے۔آسمان ستاروں سے ایسے بھرا تھا، گویا سیاہ چادر کو ان گنت قمقموں سے بھر دیا

جائے۔کتے مسلسل بھونک رہے تھے،پودوں کی باس ساری فضا میں پھیلی تھی۔ جھینگر اور کئی حشرات الارض ایک ہی وقت میں بولے چلے جا رہے تھے۔اس کے سر کے دائیں جانب درد سا اٹھ رہا تھا، جسے وہ مکمل طور پر نظر انداز کرنے کی کوشش میں تھا۔درد مسلسل بڑھتا چلا جا رہا تھا۔یہ درد اسے آخری بار تب محسوس ہوا تھا جب وہ اپنے کمرے میں وہ عجیب سی ڈائیری لئے بیٹھا تھا۔اس کے کان میں ویسے ہی کوئی تیز لوہے کو کاٹنے جیسی آواز اٹھنے لگی۔ایک دو قدم رک رک کر چلنے کے بعد وہ وہیں کسی درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔اسے شدت سے کسی پین کلر کی ضرورت تھی۔دائیں کان پر ہاتھ رکھ کے اس نے جیسے اس آواز سے چھٹکارا پانا چاہا۔ آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں،اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں قریب ہونے لگیں۔اب ان کتو ں کے بھونکنے کے ساتھ ساتھ دوڑتے قدموں کی آوازیں تھیں۔درد کی ایک اور لہر سر میں اٹھی اور اس نے دونوں ہاتھوں میں سر تھاما،وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہونے لگا تھا،اگلے ہی لمحے اس کا ذہن بند آنکھوں کے پیچھے موجود تاریکیوں میں اتر چکا تھا۔

♦♦♦

ہلکی سنہری دھوپ جالی دار محرابی کھڑکی سے اس کمرے کو روشن کر رہی تھی۔ یہ کمرہ ایک قدیم طرز کا ہے، جو کہ لکڑی اور پتھر کے امتزاج سے تعمیر تھا۔ کھڑکی کی جالیوں کے درمیان سے سورج کی کرنیں دھول کے ذرات کو سنہری بناتیں کمرے کے ایک طرف موجود لکڑی کے بھاری پلنگ پر سوئے ہوئے نوجوان کے چہرے پر پڑھ رہی تھیں۔ اس بھاری پلنگ کی لکڑی پر مختلف نقش و نگار نہایت مہارت سے تراشے گئے تھے۔ ایک موٹا اور بھاری خاکی سا کمبل اس نوجوان کو سینے تک ڈھکے ہوئے تھا۔ کئی لمحوں سے چہرے پر پڑتی دھوپ کو اس نے آنکھوں پر بازو رکھ کے روکا، اس کی نیند میں خلل آچکا تھا۔ آنکھوں کے بھاری ہوتے پپوٹے اٹھا کر اس نے دھند کے اس پار دیکھنا چاہا جو اس کی آنکھوں پر چھائی رکاوٹ بن رہی تھیں۔ اب کے اس نے ایک ہاتھ کی انگلیوں سے دونوں آنکھیں مسلیں، اور کئی بار پلکیں جھپک ڈالی۔ آنکھوں سے دھند کچھ چھٹی تو مضبوط لکڑی کی بنی شہتیر کی چھت پر اس کی نظریں پڑیں۔ وہ خالی دماغ سے چند ساعتوں تک اسے تکتا گیا۔ کچھ عجیب محسوس ہونے پر وہ بستر پر اٹھ بیٹھا۔ اٹھتے وقت اسے محسوس ہوا جیسے اس کی ہڈیاں منجمند ہو چکی ہوں۔ حرکت کرنے پر عجیب سی تھکن کا احساس پورے جسم میں سرایت کر گیا تھا۔ اور اس وقت اس نے ایک طائرانہ سی نگاہ کمرے کے

چاروں اطراف میں ڈالی۔اس کے چہرے پر حیرانگی اور استعجاب چھا گیا، یہ جس کسی کی بھی رہائش گاہ تھی۔Medieval age سے کافی متاثر لگتا تھا۔کیونکہ یہ پورا کمرہ اسی طرز تعمیر کا تھا۔جیسے ہسٹوریکل ڈراماز میں تعمیرات دکھائی جاتی ہیں۔دیواریں موٹے پتھروں سے بنی تھیں،۔

ایک طرف دیوار پر دھات کے گول ڈھال لٹکے ہوئے تھے، جن پر مخصوص علامات کھدی ہوئی تھیں۔ایک پرانے طرز کا چراغ دان میز پر رکھا تھا، شائد کوئی اینٹیک پیس تھا، لیکن اسے بنا سوچے سمجھے ہی وہاں رکھا گیا تھا۔کیا یہاں کا مالک چیزوں کو سجانے کے ذوق سے عاری شخص تھا ۔دروازہ بھی موٹی مضبوط لکڑی کا تھا جس کی چوکھٹ اوپر سے محرابی تھی۔کھلی کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہوا کی سرسراہٹ اور لوگوں کی آوازوں نے اسے بستر سے اٹھنے پر مجبور کیا۔وہ قدم قدم چلتے ہوئے اس کھڑکی تک آیا۔اس کے بال کھڑکی سے آتی ہوا پر ماتھے پر بکھر سے گئے، پر کشش نقوش تنے ہوئے اور تعجب لئے ہوئے تھے۔اس کی سرمئی آنکھوں نے کھڑکی کے باہر جھانکا، اور اس کا دماغ گھوم گیا۔اس نے سر جھکا کر آنکھیں میچیں۔گویا اس خیال کو رد کرنے کی کوشش کی ہو جو حقیقی تصویر بنا اس کے سامنے تھا۔ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی اور پھر دوبارہ وہیں

www.novelsclubb.com

نظریں ڈالیں۔کچھ نہیں بدلا،سب کچھ ویسے ہی رہا،یعنی وہ کھلی آنکھوں سے خواب نہیں دیکھ رہا تھا،نہ تو وہ کمرہ کسی میڈیول اتیج کے شوقین کا تھااور نہ ہی کھڑکی کے باہر کا منظر اس کا خیال تھا۔ اس نے بے یقینی لئے ہوئے تاثرات کے ساتھ سر کھجایا۔اسی لمحے اس کے عقب میں موجود دروازے کے دھکیلے جانے کی آواز سنائی دی۔جسم کا رواں رواں عقب میں ہونے والے ارتعاش کی جانب متوجہ تھا جبکہ سرمئی،چمکتی آنکھیں سامنے کے منظر پر۔

"اوستاؤسی،سِینے"(اٹھ گئے تم۔۔برخوردار)؟؟بھاری آواز پر ہونٹ کاٹتے ہوئے وہ اسی جانب پلٹا۔اسے ایک اور جھٹکا لگا۔

جس شخص پر اس کی نظریں پڑی وہ ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا،جس کی داڑھی اور بالوں میں کچھ ہی بال کالے تھے۔لیکن جس چیز نے اسے چونکایا تھا وہ اس کا لباس اور ہاتھ میں موجود ٹرے تھی۔ اس کی رنگت صاف اور آنکھیں چھوٹی تھیں۔اس نے پیروں تک آتا ڈھیلا ڈھالا مٹیالہ عبا سا پہن رکھا تھا،جس پر موٹے سے کپڑے کا بغیر آستینوں کا کوٹ تھا۔انگلیوں میں پتھر کی انگوٹھیاں تھی۔وہ مروتاً بھی اس کے جملے پر مسکرا نہ سکا۔اس کی متعجب نظریں اس ادھیڑ عمر آدمی کے

www.novelsclubb.com

چہرے سے پھسل کر ٹرے پر رکیں۔ لکڑی کی ٹرے میں مٹی کا پیالہ تھا جس میں نہ جانے کس چیز کا شوربہ تھا۔

"میں روز تمہارے اٹھنے کا انتظار کرتا تھا۔۔" وہ کہتے ہوئے آگے آیا، اور پلنگ کے قریب رکھی میز پر وہ ٹرے رکھی۔ داؤد کی نظروں نے اس کی ایک ایک حرکت کے ساتھ سفر کیا۔

"تمہاری ماں بے چاری پریشان رہی ہو گی، شائد چوروں نے لوٹ لیا تھا تمہیں، کیونکہ تمہارے پاس تو پھوٹی کوڑی تک نہیں تھی، حالانکہ اس نے خط میں لکھا تھا کہ اس کے پاس جو جمع پونجی تھی سب تمہارے حوالے کر کے تمہیں بھیج دیا۔" وہ آدمی ٹرے رکھنے کو جھکا اور پھر اس کی جانب مڑا۔

www.novelsclubb.com

"تم وہاں ایسے ہی خاموش کھڑے رہو گے۔۔" پھر وہ قدم قدم اس کے قریب آیا۔ وہ دم سادھے کھڑا تھا گویا مجسمہ بن چکا ہو۔

اس نے داؤد کے ماتھے کو چھوا۔ "شکر ہے تمہارا بخار تو اترا۔" اس کے لمس پر جیسے وہ ہوش میں آیا۔ ایک قدم پیچھے ہٹ کر اس نے گلا کنکھارا۔

"مجھے یہاں کتنا وقت ہو چکا ہے۔۔۔" وہ آدمی کمرے میں موجود صندوق کا ڈھکن اٹھائے اس میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔

"تین دن ہو چکے ہیں تمہیں۔۔" صندوق میں رول کے ہوئے پیلے سے کاغذات تھے جنہیں رنگ برنگی ڈوریوں سے باندھا گیا تھا۔ان میں سے ایک کو اٹھا کر جھاڑنے کے بعد اب وہ اس کی ڈوری کھول رہا تھا۔"تم یہ کھانا نہیں کھاؤ گے تو ٹھنڈا ہو جائے گا، تین دن سے صرف پانی پلائے جا رہا ہوں تمہیں، یہ کھالو۔۔ مجھ بوڑھے کو بار بار کھانا بنانے کی زحمت مت دینا۔۔ میں صرف جڑی بوٹیاں ملانا جانتا ہوں، یہ سبزیاں ملا کر کھانے بنانا مجھ جیسے معالج کا کام نہیں" سر کی جنبش سے اس بوڑھے نے گویا اسے کھانا کھانے کا حکم دیا۔وہ کچھ ٹھٹکتا ہوا میز کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

اس پیالے میں موجود شوربے پر مشروم ہی مشروم تیر رہے تھے۔شائد وہ سوپ تھا، ساتھ ہی ڈبل روٹی کے بے تحاشہ پھولے ہوئے ٹکڑے تھے،اس نے نگاہ اٹھا کے اس بوڑھے کو دیکھا، جواب گول شیشوں کا چشمہ ناک پر ٹکائے اس کاغذ کے ٹکڑے پر کچھ پڑھ رہا تھا۔ مٹی کے اس

پیالے کے ساتھ رکھا لکڑی کا چمچ اٹھا کے اس نے اس میں وہ سوپ بھرا، جو بھی تھا۔ بھوک اسے بے تحاشہ لگی تھی اب جو کچھ بھی مل رہا تھا، اس پر صد شکر تھا۔ وہ آدمی اسے کوئی اور سمجھ رہا تھا۔ شائد اس کا کوئی مہمان۔ فی الحال اس کی تصحیح نہ کرنا ہی اسے بجا لگا۔ جیسے سب کچھ ہو رہا تھا، اسے ویسے ہونے دینا چاہئے تھا۔

"مجھے یاد نہیں کچھ، پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے مجھے، شائد ان چوروں نے مجھے سر پر مارا ہو، اس خط میں مزید کیا لکھا ہوا تھا، انہوں نے،" اس نے دانستہ طور پر الفاظ اٹک اٹک کر کہے۔ وہ آدمی اس کی بات پر سر کو اثبات میں حرکت دینے لگا۔

"نہیں تمہیں چوروں نے نہیں مارا تھا، تمہاری ماں نے مجھے یہی کہا تھا کہ میرا بیٹا کسی کام کا نہیں ہے، وہ یہاں سے بھی بھاگنے کے لئے کئی بہانے ڈھونڈے گا،" بوڑھا اونچی آواز میں بولتا کھڑا ہوا، اور ناک پر ٹکائے چشمے کے پیچھے سے اس پر جانچتی اور خشمگیں نظریں ٹکائے بولا۔

"اور یہ کہ اس کا سب سے پہلا بہانہ یہی ہو گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ خط میں کیا لکھا تھا،"

www.novelsclubb.com

وہ بھونچکا کے اس آدمی کو تک رہا تھا۔ عجیب و غریب مسئلے میں پھنس چکا تھا وہ۔اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا اور عجلت سے مشروم چبا کے نگلا۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے میں۔۔۔"لیکن وہ آدمی کا عذر رول کرتے کرتے اسی رول سے اس کی جانب اشارہ کر کے اسے چپ ہونے پر مجبور کرتے ہوئے بولا۔

"میری بات سنو برخوردار خیام۔۔۔"بوڑھے کی آنکھیں سیدھا اس کی آنکھوں میں جھانکتی تندہی لئے ہوئی تھیں۔

"یہاں سے تم کہیں بھاگ نہیں سکتے کیونکہ میں تمہیں ہر جگہ سے ڈھونڈ کے نکال سکتا ہوں، اس لئے اپنے اس خرافاتی ذہن میں اٹھنے والے نت نئے خیالات کو یہیں جھاڑ دو۔ تمہاری طبیعت اب بہتر لگتی ہے،آج میرے ساتھ بازار چلو گے تم۔"خبردار کرتی گھوری سے اسے نوازتا وہ اٹھا۔اس کے گھورنے میں کچھ رعب سے تھا کہ وہ اپنے ہکا بکا تاثرات قابو کرتا خاموشی سے بنا اس کی جانب دیکھے وہ شوربہ پیتا گیا(،اتنا تو اسے یقین آچکا تھا کہ وہ کسی اور دنیا میں ہے، شائد اس پراسرار جادوئی ڈائیری کا تعلق اس سب سے تھا۔ لیکن اس ڈائری کے پیچھے تھا کون)

خیالات پر خیالات،اس کا ذہن ماؤف کر رہے تھے،پر سوچ نگاہیں دماغ کے اندر تک الجھیں۔ دروازے تک جاتے اس شخص کے قدم ایک دم رکے،اور وہ اس کی طرف گھوما۔داؤد اس کے اچانک گھومنے اور اپنے قریب آنے پر چونکا۔نہ جانے کس نے اس بڈھے کو خط لکھ ڈالا تھا۔

"تمہاری ماں تو کہہ رہی تھی کہ تمہیں کوئی لڑکی دینے پر بھی تیار نہیں؟؟ایسی کونسی خرابی ہے تم میں۔۔"آنکھیں چھوٹی کر کے اس نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔"اس شکل سے تو تم، ادھر وان کی کسی بھی لڑکی کو بیوی بنا سکتے ہو۔۔۔"

وہ پہلے حیران تھا لیکن اب پریشان بھی۔نہ جانے اسے کس کی نقل بننا تھا اب.

"کیا کیا جائے۔۔۔"اس کی سنے بغیر اس بوڑھے نے ایک افسردہ سی آہ بھری اور کندھے اچکائے۔"دماغ اور شخصیت نہ ہو انسان کے پاس تو وہ ایسی ہی جڑی بوٹی کی مانند ہوتا ہے۔۔" اس نے دیوار میں بنی درز سے ایک شیشی نکالی اور اسے ہلایا۔"جو بظاہر خوبصورت ہوتی ہے لیکن صرف دوا کو رنگ دیتی ہے،کوئی فائدہ نہیں۔۔"شیشی واپس رکھی۔"تم کپڑے بدلو، میں کچھ ہی دیر میں آتا ہوں۔"ناک سے چشمہ ہٹا کر چھوڑا تو وہ ڈوری کے سہارے اس بوڑھے

www.novelsclubb.com

کے سینے پر ٹک گیا۔ وہ جیسے ہی دروازے کے پیچھے غائب ہوا، اس نے زور سے میز پر ایک مکا مارنا چاہا لیکن وہ اجنبی شخص سن نہ لے، اس نے آہستگی سے ہاتھ میز پر رکھ دیا۔ البتہ ہونٹ بھینچے وہ مضطرب سے انداز میں ابرو کھجا رہا تھا۔

♦♦♦

اسے وہاں اس مکان سے پہلی دفعہ باہر نکل کر ایسے لگا جیسے وہ اس جھیل سے سیدھا کسی پینٹنگ میں اتر آیا ہو۔، جیسے کسی مصور نے اپنے خوابوں کا کوئی جہان پینٹ کر دیا ہو۔ وہ اس بوڑھے آدمی کے پیچھے پیچھے چلتا جا رہا تھا۔ متعجب آنکھیں ارد گرد کو بے یقینی سے تک رہی تھیں۔ کہیں کہیں وہ حیرت زدہ ساکت کھڑا رک سا جاتا۔ وہ بوڑھا اسے اپنے پیچھے نہ پا کر، جھنجلاہٹ سے اس کی جانب گھومتا اور زور سے اس کا بازو جھنجوڑ ڈالتا۔ منہ پر آتے آتے اس کے الفاظ دم توڑ جاتے۔ وہ اس وقت کسی بندرگاہ پر چل رہے تھے۔ دائیں جانب نیلا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ بندرگاہ کو لکڑی کی مضبوط باڑ سے محفوظ کیا گیا تھا۔ ان گول گول لکڑیوں پر جو اتنی موٹی تھیں کہ لگتا تھا، سیدھا درخت کے تنے کاٹ کر لگائے گئے ہیں۔ ان سے چھوٹی چھوٹی کشتیاں رسیوں کی مدد سے باندھیں گئی تھیں جن پر کپڑے کے چھوٹے چھوٹے چھجے لگے تھے، اور ان کشتیوں میں بیٹھے

لوگ باتیں کرتے یاسامان خریدتے بیچتے دکھائی دے رہے تھے۔پانی اتناصاف تھا کہ اس میں کشتیوں کے عکس جھلملاتے نظر آرہے تھے۔۔بائیں جانب دکانیں اور گھر تھے۔جن کی نچلی منزل گول موٹی اینٹوں کی دیواروں سے بنی ہوئی تھیں۔اوراس کے اوپر کی منزل شہتیر کی لکڑیوں کی،ان کی چھتیں مخروطی تھیں،لوگوں کے لباس اسی طرز کے تھا جس طرح کااس نے پہن رکھا تھا۔ایک دکان کے قریب کھڑے ہو کراس نے وہاں نصب شیشے میں اپنا عکس دیکھا۔ پہلا خیال جواسے آیا تھاوہ کسی ہسٹورک مووی میں کسی یونانی ہیرو کا تھا۔وہ اپنے ہی خیال پر اندر ہی اندر ہنسا۔اس نے سفید کاٹن کی شرٹ،جس کی گریبان پر باریک ڈوریاں تھی وہ پہن رکی تھی۔اس کے اوپر لیدر کا کوٹ تھا۔وہ بوڑھااس کے پہلو میں کھڑا دکان دار کو وہ رول کیا ہوا کاغذ دے رہا تھا۔دونوں کے مابین بات چیت چل رہی تھی۔اس نے ان سے توجہ ہٹا کر شیشے میں، عقب کے منظر پر نگاہ ڈالی،یہ ایک بازار سا تھا۔عورتیں پیروں تک آتیں فراکوں میں تھیں۔ اکثر لوگوں نے لباس کے اوپر لمبے لمبے چغے اوڑھ رکھے تھے۔۔کچھ گھروں کی بالکنیوں میں رنگ برنگے پھول جھوم رہے تھے،جو ہوا کے ساتھ ہلکی خوشبو بکھیر رہے تھے۔لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے،کوئی سامان اٹھائے جارہا تھا،تو کوئی گھوڑوں کی رسیاں تھامے

انہیں اصطبل لے جارہا تھا۔ایک بچہ کندھے پر ایک لکڑی لادے ہوئے تھا جس کے دونوں اطراف پر پھلوں کی ٹوکریاں لٹک رہی تھیں۔

پیچھے پہاڑوں کی قطار، جیسے کسی دیو ہیکل محافظ نے اس حصے کو اپنی بانہوں میں لے رکھا ہو۔ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف چمک رہی تھی،اور دھوپ میں وہ برف کسی جادوئی آئینے کی طرح چمکدار لگ رہی تھی۔ہریالی ان پہاڑوں کی ڈھلانوں سے نیچے تک پھیلی ہوئی تھی۔اس کا دماغ شل ہونے لگا۔وہ اب کسی اور دکان میں تھے۔جہاں برتن ہی برتن تھے۔

"یہ آپ کے ساتھ نوجوان کون ہے، صالح مراد" دکاندار نے ان کی مطلوبہ بوتلیں سامنے رکھیں۔صالح نے اس کی طرف گردن موڑ کر خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا۔وہ خالی خالی، نہ سمجھنے والی نظروں سے انہیں دیکھے گیا۔

"یہ میری بھانجی کا بیٹا ہے خیام، حال ہی میں یہاں آیا ہے،اب میرے ساتھ ہی رہے گا۔۔"

دکاندار نے اثبات میں سر ہلایا،البتہ چہرے پر ناگواری سی پھیل گئی۔پھر وہ باقی چیزیں لینے دکان میں موجود دروازے سے اندر چلا گیا۔شائد باقی سامان اس نے وہاں رکھا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں شائد علم نہیں کے کسی سے ملتے وقت ان سے سلام کرنا چاہیئے،۔۔" صالح مراد نے دبی دبی آواز میں اسے جھڑکا۔اس کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ایک طائرانہ نظر دکان میں موجود اشیا پر ڈال کر اس نے اس بوڑھے کو دیکھا۔جو ناک پر چشمہ ٹکا کر ان بوتلوں کو جانچ رہا تھا، جن میں لکڑی کے گول ٹکڑے بطور ڈھکن اڑسے ہوئے تھے۔

"مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔۔۔" اس نے اس آدمی کو جس کا نام صالح مراد تھا دیکھا، جو کہ اس کی بات سننے کے کچھ دیر بعد چشمے کے پیچھے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پوچھو۔۔۔"

"مجھے بالکل سمجھ نہیں آرہا کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے، یہ جگہ بہت عجیب ہے، کیا میں کسی جادو کے زیر اثر ہوں۔۔" وہ پوری سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔اسی دوران وہ دکاندار اندر داخل ہو چکا تھا۔جادو کی آواز پر اس کے چہرے پر کوئی سایہ لہرایا۔

www.novelsclubb.com

"خاموش رہو۔۔۔"اس بوڑھے نے محتاط نظروں سے اسے دیکھتے سرگوشیانا لہجے میں اسے گھرکا۔"تم اتنی بے خوفی سے جادو کا ذکر کیسے کر سکتے ہو۔۔۔یا تمہیں خود کو شہنشاہ کے سپاہیوں سے پکڑوانا ہے۔۔"

پھر صالح نے دکاندار کے چہرے کو صفائی دینے کے سے انداز میں دیکھا۔"اس کے دماغ پر یہی ڈر سوار ہے کہ کہیں کوئی اس پر جادو نہ کر دے۔" جملے کے اختتام پر اس کی آواز سرگوشی میں بدلی۔

دکاندار کے چہرے میں جان آئی۔"اوہ ہاں۔۔۔بس دعا کرو کہ یہ سارے جادوگر مارے جائیں، سب کا اس شہر سے باہر نکلنا ہی حرام ہو گیا ہے، جو جاتا ہے کسی نہ کسی کے ہتھے لگ جاتا ہے۔۔"
پھر اسنے کچھ شیشے کی بوتلیں صاف کرتے ہوئے داؤد کی جانب اشارہ کیا۔

"اس لڑکے کو بھی محل میں ساتھ لگواؤ گے؟؟؟"

www.novelsclubb.com

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔میں محل میں اپنے لئے کوئی مصیبت نہیں مول لینا چاہتا،اسے ابھی بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے۔اس کی ماں اسے کمرے میں بند کئے رکھتی تھی۔ہمیشہ گھر سے بھاگ جاتا تھا۔اسے اب یہاں بھیج دیا ہے۔کہہ رہی تھی کہ اب وہ اسے نہیں سنبھال سکتی۔"

دکان میں رکھیں لکڑی کی الماریوں کو دیکھتا،وہ اس بات پر چونکا۔"محل۔۔۔۔؟؟"،اور ایک خیال کوندے کی مانند اس پر لپکا۔کیا وہ کسی قدیم زمانے میں ٹائم ٹریویل کر کے یہاں آیا تھا۔اس نے جھٹکے سے گردن گھما کر ان دونوں اجنبیوں کو دیکھا۔

دکاندار شش و پنج میں مبتلا اسے دیکھے جا رہا تھا۔اور اس بوڑھے کی باتیں سن رہا تھا۔

"چال چلن اور شکل سے،کوئی بھی کہے گا کہ کسی اعلی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔۔لیکن انسان کے عمل میں کمی ہو تو،شکل کیا؟رتبہ کیا۔"اس نے اپنی فلاسفی جھاڑی۔اور وہ اپنی بے بسی پر دانت پیستا رہ گیا تھا۔

بیس دن بعد

www.novelsclubb.com

نیلے شفاف پانیوں سے آسمان پر سفید روئی کی مانند تیرتے بادل،اھر وان کا نظارہ کرتے گزرتے چلے جاتے تھے،اس بندر گاہ کی دائیں جانب ویسے ہی روزمرہ کا شور تھا۔ماہی گیر، مچھلیاں پکڑنے، کشتیوں پر سوار تھے۔کچھ کشتیوں سے لکڑی کے بڑے بڑے صندوق اتارے جارہے تھے۔بندر گاہ کی پتھریلی گول اینٹوں کی سڑک پر چند گھوڑا گاڑیاں کھڑی تھیں۔جن پر وہ صندوق کشتیوں سے اتار کر لادے جارہے تھے۔قطار در قطار بنے بعام گاہوں اور اصطبل کے درمیان بنے اس دو منزلہ گھر جس کی نچلی منزل بقیہ گھروں کی ہی طرح اینٹوں سے بنی موٹی دیواروں کی تھی،اور اوپری منزل بھوری لکڑی کی۔لکڑی والی منزل کی کھڑکی میں کھڑا وہ بغور باہر اس ہلچل بھرے ماحول میں جو کسی قدیم زمانے کا تھا،اسے دیکھ رہا تھا۔اسے نہیں معلوم تھا واپس اپنی دنیا میں کیسے جانا ہے۔لیکن یہ ضرور پتہ تھا کہ جب تک وہ یہاں ہے اسے انہی لوگوں میں گھل مل جانا ہے۔کیونکہ کوئی بھی مشکوک حرکت،اسے کسی خطرے میں ڈال سکتی ہے،۔اس نے باہر چلتے دو سپاہیوں کو پتلیاں سکیڑ کر دیکھا،وہ اصطبل سے نکل کر اس بعام گاہ کی طرف جارہے تھے،جو بندر گاہ پر کام کرتے لوگوں اور ماہیگیروں کی آمد و رفت کی جگہ تھی۔اسے یہاں تقریباً بیس دن ہو چکے تھے،اور ان بیس دنوں میں یہ چیز اس نے روزمرہ کے کسی

معمول کے مطابق دیکھی تھی۔وہ ہر جگہ کا جائیزہ لیتے پوچھ گچھ کرتے۔اور گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے جاتے۔یہاں کے لوگ کسی شہر کا ذکر سرگوشیوں میں کرتے تھے جس کا نام تھا"سحر زار"جہاں بقول ان کے جادو گر رہتے تھے۔وہ پہلے پہل ان سب باتوں کو افواہیں یا سنی سنائی کہانیاں سمجھ رہا تھا،لیکن پھر اس کی یہاں موجودگی ہی سب سے بڑا ثبوت بن گئی۔اسے یہ بات باور کروانے کی،کہ یہ سب سچ ہو سکتا تھا۔ان جادو گروں کا کئی برسوں سے اھروان میں داخل ہونا جرم سمجھا جاتا تھا۔اس عجیب سی دنیا کی کہانیاں بھی انوکھی تھیں۔سمندری ہوا نے اس کے سیاہ بال ماتھے پر بکھیر دئے۔اس نے اب وہ لیدر کوٹ نہیں پہن رکھا تھا۔سفید شرٹ کے آستین موڑتے ہوئے وہ کھڑکی سے دور ہٹ گیا۔وہ اس کمرے سے باہر آنکلا،جہاں وہ کئی دنوں سے رہ رہا تھا۔صالح مراد،وہ بوڑھا اس کے ساتھ اس کا کافی تعلق بن چکا تھا۔اس کے عجیب غائب دماغ رویے پر شروع شروع میں اس نے اسے خوب جھڑکا تھا۔لیکن پھر وہ اس کی یہ بات ماننے پر مجبور ہو گیا کہ وہ واقعی اپنی یاداشت کھو چکا ہے۔اس نے خیام جلیل ہونے کی نفی نہیں کی۔اس طرح اس کے لئے کچھ آسانی پیدا ہو گئی تھی۔اس کی بے چین طبیعت پر موجودہ فراغت کافی گراں گزر رہی تھی۔یہ نام"سحر ذار"اسے عجیب سی کشش لئے ہوئے لگ رہا تھا۔اسے

یہاں کی کہانی جانتی تھی۔کمرے کے بائیں طرف ایک اور کمرہ تھا۔اور پھر وہاں سے باہر لکڑی کی سیڑھیاں گھر کے نچلے کھلے سے حصے میں جاتی تھی۔وہ سیڑھیوں سے اترتا اس کھلے حصے میں آگیا۔یہاں تین کمرے تھے۔ایک صالح مراد کا تھا۔دوسرے میں اس کا سامان تھا۔جس کی دیواروں میں درزیں سی بنی تھیں۔جن پر عجیب وغریب قسم کی بڑی کہیں چھوٹی شیشیاں رکھی ہوئی تھیں۔اس کمرے کی وسط میں ایک میز رکھی تھی، جس پر پیلے رنگ کے کاغذات رول ہوئے پڑے تھے۔جنہیں چمڑے کی رسیوں سے باندھا گیا تھا۔اس نے بھاری محرابی دروازہ دھکیلتے ہوئے اندر جھانکا،دیواروں میں نسب ان شیلف نما درزوں کے قریب کھڑے صالح مراد نے اسی جانب چہرہ گھمایا۔

"آؤ خیام۔۔۔میں تمہارے ہی انتظار میں تھا۔"سفید لمبی سی داڑھی، لمبا سا سرمئی عبا اور اس پر بنا آستینوں کا اسی کپڑے کا کوٹ سا پہنے وہ مصروف دکھائی دیتے تھے۔

"کیوں خیریت میرا انتظار کیوں ہو رہا تھا۔"اس نے ایک ابرو اچکائی۔پھر میز پر پھیلے پیالوں میں سے ایک اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"ارے نہیں۔۔اسے ہاتھ مت لگاؤ۔۔" وہ جو اسے ناک کے نزدیک کئے سونگھنے والا تھا چونکا۔

"کیوں کوئی جادوئی دوا ہے کیا۔۔" وہ استہزایہ مسکراہٹ لئے برتن رکھ کر ان کاغذات کی جانب متوجہ ہوا۔

"ویسے سچ بتائیں کوئی ایسا جادو ہے جس سے میں جہاں چاہوں جا سکتا ہوں۔۔"

"خیام جلیل۔۔۔تم اتنی بے خوفی سے ایسی باتیں مت کرو، کیا تم نے کبھی سنا نہیں دیواروں کے کان ہوتے ہیں۔۔۔"

"ہوتے ہونگے۔۔" اس نے شانے اچکائے۔"میں نے کبھی دیکھے نہیں تو یقین نہیں کر سکتا ۔۔"

www.novelsclubb.com

"اگر کسی نے تمہیں سن لیا تو بنا کوئی پوچھ گچھ کئے، سپاہیوں کو خبر کر دیں گے۔۔"

صالح مراد ایک پیالی میں شیشی سے کوئی مائع انڈیل رہا تھا۔داؤد سلطان نے کاغذ پر لکھے ہوئے الفاظ پر ایک نگاہ ڈالی، وہ مختلف دوؤں کی ترکیبیں تھیں۔اسے یاد آیا۔جب وہ صالح مراد کے ساتھ اس شیشیوں والی دکان میں تھا، اور اس نے ایک کاغذ اٹھایا تھا۔اس کی سانس ایک دم

اتھل پتھل ہو گئی تھی، جب وہ کاغذ پر موجود وہ فارسی زبان پڑھ اور سمجھ پایا تھا، اس نے ایک دم اپنے کان کی لو میں زور سے ناخن چبھو یا تھا، مبادا وہ کسی خواب میں نہ پھنس گیا ہو۔ اس نے سر جھٹکا، ایک عجیب سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔ صالح مراد نے اسے گھور کر کچھ تھکی نظروں سے دیکھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں مذاق کر رہا ہوں۔۔۔" پوچھ کر وہ چند سیکنڈ اسے ویسے ہی گھورتے رہے ۔ان کے کام کرتے ہاتھ اب رکے ہوئے تھے۔

"پتہ نہیں۔۔۔" اس نے بے تاثر سے انداز سے انہیں دیکھا۔

"چچ۔۔۔ چچ۔۔۔ نجانے تم اپنی یاداشت کہاں گنواں آئے ہو۔۔۔ یا تمہارے سر کی چوٹ شدید تھی۔۔"

"ٹھیک ہے تو آپ مجھے بتایئے، تفصیل سے، شائد میں یقین کر پاؤں۔۔" وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔

"کیوں کہ ابھی تک آپ سے میں نے سحر زار کے بارے میں کچھ نہیں سنا"

www.novelsclubb.com

صالح مراد نے اسے دیکھتے ہوئے ایک گہری سانس لی۔ پھر ایک نظر پیالے میں رنگ بدلتے اس مائع کو دیکھا، جو کہ ان کے کسی سفوف کے ڈالے جانے کا نتیجہ تھا۔ پھر وہ اس کی جانب گلہ کھنکھارتے ہوئے متوجہ ہوئے۔ لیکن اب کی بار ان کے چہرے کے اثرات بدلے ہوئے تھے۔ وہ گویا ہوئے۔

یہاں ادھر وان سے کچھ میل دور ایک شہر ہے، جس کا نام ہے سحر زار۔

داؤد نے پتلیاں سکیڑی، یہ معلومات وہ پہلے ہی سن چکا تھا۔ صالح اس کا تاثر بھانپ گیا۔

"تم بس سنتے جاؤ۔۔۔" انہوں نے اسے کچھ بھی سننے سے پہلے نہ بولنے کا اشارہ دیا۔

سحر زار وہ جگہ ہے جہاں جادوگروں اور جادوگرنیوں کی حکمرانی ہے۔ وہاں کا حکمران، مر چکا ہے ،اور تخت اب جادوگرنی کے زیر حکمرانی ہے۔ سنا ہے اس کا ایک بیٹا ہے، لیکن اسے اب تک کسی نے نہیں دیکھا۔ بہر حال یہ معلومات تمہارے لئے اہم نہیں تو اسے یہیں چھوڑتے ہیں، سحر زار میں کئی برس پہلے ایک لکھاری پیدا ہوئی تھی۔ وہ جو کچھ بھی لکھتی تھی وہ جادو میں بدل جاتا تھا۔

"

وہ چونک اٹھا تھا۔"کیا وہ پیدا ہی ایسے ہوئی تھی، یعنی اس صلاحیت کے ساتھ۔۔۔"

"صبر رکھو نوجوان۔۔۔۔میں بتا رہا ہوں سب۔۔"اب جب وہ گویا ہوئے ان کی آواز پر اسرار سی لگنے لگی۔آتش دان میں جلتے انگارے، ان کے چہرے پر روشنی ڈالے ماحول کو مزید پر فسوں بنا رہے تھے۔

"سحر زار کے جادوگر پیدا جادو کے ساتھ نہیں ہوتے، وہ ہماری ہی طرح عام انسان ہوتے ہیں، لیکن جادوں انہیں سکھایا جاتا ہے، یہ ان کے لئے وراثت کی طرح ہے، ان کے ہاں جادو سکھانے کے لئے مکاتب ہیں اور کتابیں بھی۔اور یہ عورت بھی یہ جادو جانتی تھی۔ لیکن اس نے کبھی اس چیز کا ذکر کسی سے نہیں کیا تھا۔اس کا پورا خاندان اھروان میں ہماری ہی طرح رہتے تھے۔ان کی کسی سے کوئی دشمنی نہ تھی، اور نہ ہی اس وقت اھروان میں جادوگروں کے آنے جانے کی اتنی سخت ممانعت تھی، انہیں بس محل سے دور رکھا جاتا تھا، کیونکہ ان میں سے بہت فساد پھیلانے لگے تھے۔یہ عورت اھروان کی ملکہ کی خاص اور باعزت خادمہ تھی۔اس نے پوری جوانی اسی کے ساتھ گزاری تھی۔ لیکن اس کی جادوئی صلاحیت کا علم پورے اھروان

www.novelsclubb.com

میں، حتی کہ سحر ذار میں بھی کسی کو نہ تھا۔لوگوں نے زمانوں سے چلے آئے جادو کی کتابیں رٹیں تھیں،ہر کوئی مختلف قسم کے جادو کو اپنا پیشہ بنائے ہوئے تھا۔لیکن خود نئے منتر لکھنا کسی کو نہیں آتا تھا،سحر ذار کے ذہین ترین اور قابل جادو گروں تک کو نہیں۔

اور اس عورت کے جادو کی خبر چاروں اطراف میں تب پھیلی،جب اھروان کی ملکہ جو کہ بانجھ تھیں ان کے امید سے ہونے کی خبریں پھیلیں۔"

"جب وہ بانجھ تھیں تو امید سے کیسے ہو گئی،،"وہ الجھ کے بولا تھا۔

"آگے کی کہانی اس سے زیادہ دلچسپ ہے تم سنتے جاؤ۔۔۔۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔وہ پوری دلچسپی سے انہیں سن رہا تھا۔

"شہنشاہ سلیمان نے مختلف طبیبوں اور معالجوں سے رابطے کئے وہ شہنشاہ کو دوسری شادی کے لئے بھی اکساتے رہے،لیکن شہنشاہ اپنی محبوب بیوی کو اس دکھ سے گزارنے کے ڈر سے یہ بات ٹالتے جاتے تھے۔اولاد کی خبر نے پورے اھروان پر خوشیوں کی بارش سی کر ڈالی تھی۔لیکن اس سب خوشیوں کے پیچھے حقیقت کچھ اور تھی۔ملکہ نے دراصل سحر ذار کی کسی جادو گرنی

سے کسی ایسے سحر کی بات کی تھی کہ جس کے بدولت اس کے ہاں اولاد ہو پاتی، لیکن ایسا جادو تب ہی ممکن ہو سکتا ہے جب جان کے بدلے جان دی جائے، ایسے کہ اگر ملکہ کو اولاد چاہیئے تھی تو اولاد کے ولادت پاتے ہی وہ مر جاتی۔ ملکہ، شہنشاہ سلیمان کو وارث دینے کے لئے اس قربانی کے لئے تیار ہو گئی تھی، اور اس سب کا علم سوائے ملکہ، اس کی خاص خادمہ اور اس جادو گرنی کے علاوہ کسی کو نہ تھا۔ لیکن سحر ذار کے یہ جادو گر کبھی یقین کئے جانے کے قابل ہی نہیں، اس خادمہ اور جادو گرنی نے اس بات کی خبر سحر ذار کی ملکہ کو کر دی، اور یہاں سے سارا معاملہ خراب ہو گیا، شہزادے کی ولادت پر جب ملکہ کا انتقال ہوا، تو یہ بات کسی طرح شہنشاہ سلیمان تک پہنچ گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ ملکہ کی خاص خادمہ کا راز بھی کھل گیا، اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ ایک ذہین ساحرہ ہے۔ سحر ذار کی ملکہ نے اس عورت کو بچانے کی پوری کوشش کی، کیونکہ وہ اسے کھونا نہیں چاہتے تھے، وہ ان جادو گروں کے لئے ایک قیمتی اثاثہ تھی، وہ ان کے مکاتب کے لئے کسی ذخیرے سے کم نہ تھی۔ تب سے یہاں پر آنے والے جادو گر زندہ جلا دئے جاتے ہیں۔ یہاں کوئی جادو کا ذکر کرے یا اس کی حمایت میں بات کرے، تو یہ اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے، اس لئے سب بظاہر ایسے ہی رہتے ہیں، جیسے سحر ذار نامی شہر اور اس

کے لوگوں کا کوئی وجود ہی نہیں۔تم اب سمجھ رہے ہو میں کیوں تمہیں ایسی باتیں کرنے سے منع کر رہا ہوں۔۔۔"

"کہانی تو کافی دلچسپ ہے۔۔۔"اس کے چہرے پر ایک تمسخرانہ سی مسکراہٹ پھیلی۔۔"لیکن میں اب بھی یقین نہیں کر پا رہا۔۔۔ویسے وہ شہزادہ۔۔۔کیا اب ادھر وان پر اس کی حکمرانی ہے ۔۔۔؟؟میں اسے دیکھنا چاہوں گا ویسے،،،"

"خیام جلیل۔۔۔۔وہ شہزادہ ولادت کے ایک سال بعد اغوا ہو چکا ہے،اس ساحرہ نے اسے اغوا کروایا تھا،اس کا پورا خاندان غائب ہو چکا ہے،،،ایسے جیسے انہیں زمین کھا گئی ہو یا آسمان۔انہیں بہت ڈھونڈا گیا لیکن ان کا کوئی نام و نشان نہیں ملا۔لیکن وہ عورت۔۔وہ ساحرہ،وہ بلاشبہ ایک خوبصورت اور خیال رکھنے والی خادمہ تھی۔لیکن اس کی یہ غداری اسے کافی مہنگی پڑھی تھی۔ اس نے شہزادے کو تو اغوا کروالیا تھا لیکن اپنے آپ کو نہ بچا پائی۔جس دن وہ شہزادے کو اغوا کروا کے محل کے پچھلے حصے پر پھیلے جنگلات سے فرار ہو رہی تھی۔شہنشاہ کے سپاہیوں نے اسے آلیا۔اور اس کی موت اسی وقت وہیں شہنشاہ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔میں محل میں ہونے کے

www.novelsclubb.com

ناتے اس سے روز ملتا تھا، اور مجھے کبھی اس پر کوئی شک و شبہ نہ ہوا تھا۔ لیکن۔۔۔" انہوں نے ایک تھکن زدہ سی سانس خارج کی۔ "انسان کبھی کبھار بہت بے وقوف بن جاتا ہے، اس کی لاش دیکھ کر میں صحیح معنوں میں اداس ہو گیا تھا۔۔ لیکن جو حیران کن معمہ سب کو اب تک اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے وہ یہ ہے کہ نجانے اس کا خاندان کہاں غائب ہو گیا۔ نہ کوئی نام ملا نہ نشان۔ ہاں اس کی بوڑھی ساس محل کے تہ خانے میں اس وقت سے قید ہے۔ اور جو کوئی بھی اس خاندان کا سراغ لگا سکا، اس کے لئے شہنشاہ نے بے حد قیمتی انعام رکھا ہے، لیکن اب تک سینکڑوں سراغ رساں آئے، کوئی ان کی دھول بھی نہیں پا سکا ہے۔۔۔ اور لگتا ہے نہ ہی کوئی کبھی پا سکے گا۔۔" صالح مراد نے میز پر رکھی صراحی سے اپنے لئے ایک گلاس میں پانی ڈالا۔

"تو آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ اس عورت کو دیکھ چکے ہیں۔۔"

"بالکل۔۔۔۔" پانی پی کر انہوں نے پوری سچائی سے سر کو اثبات میں جنبش دی اور لبوں پر زبان پھیری۔

www.novelsclubb.com

"اس سب کے بعد سحر ذار اور اھر وان کے بیچ دشمنی خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے، وہ کسی نہ کسی طرح شہشاہ اور اھر وان کے لوگوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔۔۔"

وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا انہیں دیکھ رہا تھا۔ "تو سحر ذار کا شہزادہ اور شہنشاہ سلیمان کا بیٹا، دونوں غائب ہیں۔۔۔۔؟؟؟"

"ہوں۔۔۔" انہوں اثبات میں آنکھیں جھپکی۔

"یہ سحر ذار کہاں ہے ویسے۔۔۔یعنی کتنا دور۔۔۔" وہ خیالات سے بھرا ذہن لئے پر سوچ نظریں ان پر ڈالتا ہوا بولا۔

"ناہنجاز۔۔۔یہ اتنی لمبی کہانی میں نے تمہیں کیوں سنائی ہے۔۔۔۔"

"کیونکہ بچپن میں میری ماں بھی بہت کہانیاں سنایا۔۔کرتی تھی۔۔اور وہ ساری بعد میں جھوٹی ثابت ہوئیں اسی لئے، اگر سحر ذار جیسی کوئی جگہ ہے، تو اس کا اتا پتہ بھی ہو گا۔۔۔"

"فراغت۔۔۔انسان کو فضول سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے،،،اور تم فی الحال نہایت ہی فارغ ہو۔۔۔آج تم یہ ساری دوائیاں، مختلف جگہوں تک پہنچواؤ گے۔۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن میرا ایک سوال ہے، ایسے ہی یعنی۔۔۔ وہ عورت کیا اس نے وہ جادو سیکھا تھا۔۔۔؟؟؟ یا یہ اس کی اپنی صلاحیت تھی۔۔۔"

"کچھ پتہ نہیں۔۔۔۔" صالح مراد شیشیاں ایک بیگ میں ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔ کچھ لمحے ان کے بیچ خاموشی سے گزرے تھے، پھر کمرے میں اس کی آواز گونجی۔

"اگر کوئی کسی چیز کو ہاتھ لگائے اور اسے اس کے مالک کا پتہ چل جائے۔۔۔۔ کیا یہ بھی جادو میں شامل ہے۔۔؟؟؟ یا پھر اگر کسی کے جسم سے کوئی بھی چوٹ خود ہی لمحوں میں مندمل ہو جائے ۔۔۔ یا کوئی اتنی دور سے آوازیں سن پائے، جتنی دور سے کوئی عام شخص نہیں سن سکتا"

صالح مراد پلٹتے پلٹتے رکے۔ پہلے انہوں نے کچھ چونکی نظروں سے اسے دیکھا، لیکن پھر ایک گہری سانس لی۔ "اگر وہ کچھ پڑھ کر پھونکتا ہے تو ہاں۔۔۔ یہ جادو ہی ہو گا۔۔"

"لیکن اگر وہ ایسا نہ کرے۔۔۔۔!!" اس کا تنفس تیز سا ہوا۔ وہ کچھ دیر بے یقینی سے انہیں دیکھتا رہا۔

www.novelsclubb.com

"ہاہا۔۔۔ایسانا ممکن سا لگتا ہے۔۔۔۔" وہ دروازے کی طرف ہاتھ جھاڑتے ہوئے بڑھے پھر دوبارہ رکے۔

"لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔؟"

"ایسا ہی ایک کردار تھا،ان کہانیوں میں جو مجھے سنائی گئی تھیں۔"

"لیکن تمہاری تو یاداشت چلی گئی ہے۔۔۔" وہ تحیر سے بولے۔اس نے پہلو بدلا۔

"ایسے ہی بس۔۔۔پتہ نہیں۔۔یہ بات ذہن میں۔۔۔"اس نے سر کی پشت کھجائی۔"آگئی۔" وہ سر جھٹک کر بڑبڑائے۔"نہ جانے تم کتنا سچ بول رہے ہو اور کتنا جھوٹ"۔اور باہر نکل گئے۔ دروازہ ان کے پیچھے پھسلتا ہوا دیوار سے ایک آواز پیدا کرتا جا لگا۔پیچھے کرسی پر ذہنی جنگ کا شکار وہ کئی گہری سوچوں کی زد میں آیا۔(کیا یہ سب سچ تھا جو اس نے ابھی سنا تھا۔۔۔) کھڑکی سے آتی دھوپ اس پر پڑھ رہی تھی،اور وہ بنا پلکیں جھپکائے،دھوپ میں تیرتے ان غیر مرئی نقطوں پر نظریں ٹکائے بیٹھا رہا۔

دو مہینے بعد:

اھروان کی بندرگاہ جو ایک بڑے سے سمندر سے جڑی ہوئی تھی،اس کے ایک بدنام سے علاقے میں،جو چوروں،ڈاکوؤں اور اسی قسم کے لوگوں کی رہائش گاہ تھا،وہاں کی ایک مشہور سرائے،جہاں کسی کا قتل کروانے سے لے کر ہر طرح کے غیر قانونی کام کے لئے کسی کو بھی پیسے دئے جا سکتے تھے۔یہ سرائے بہت بڑی حویلی نما تھی،جہاں مہمانوں کے رکنے کا انتظام بھی تھا،اور ان کی ہر طرح سے مہمان نوازی کرنے کا سامان بھی،چاہے وہ جواہو یا انسانی خرید و فروخت،یہاں مخصوص دنوں میں غلاموں کا ایک بازار لگتا تھا۔جنہیں اچھے داموں خریدا اور بیچا جاتا تھا۔پچھلے ایک مہینے میں،وہاں لوگوں کی آمدورفت پہلے سے کافی بڑھ گئی تھی۔اس وقت سرائے کے ایک کمرے میں میز کے پیچھے بیٹھے ایک شخص کے مقابل ایک بوڑھی خاتون بیٹھی تھی۔اس نے پیروں تک آتی موٹے سے کپڑے کی آسمانی سی پوشاک پہن رکھی تھی۔سفیدی مائل ملگجے بال پیچھے بندھے ہوئے تھے۔اس کے جھریوں بھرے چہرے پر پریشانی پھیلی تھی۔

"میرا پوتا کئی دنوں سے لاپتا ہے،کئی گھڑ سواروں کو ڈھونڈنے بھیجا لیکن اسے کوئی ڈھونڈ نہیں پا رہا،میں نے کئی لوگوں سے تمہارے بارے میں سنا ہے،تم لوگوں کی کھوئی ہوئی چیزیں ڈھونڈنے میں ان کی مدد کرتے ہو۔۔۔"بوڑھی خاتون کی نظریں،سیاہ چغہ اوڑھے اس شخص

پر تھیں جسکا چہرہ سیاہ کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔اس نے سر پر چغے کی ٹوپی ڈال رکھی تھی۔لیکن اس کی سیاہ بھنوؤں پر پڑتے بال اور شفاف آنکھیں واضح تھیں۔

"کیا تم میرے پوتے کو ڈھونڈ سکتے ہو۔۔"آنکھوں میں امید لئے،اس نے میز پر لکڑی کا ایک گھوڑا اس کے سامنے رکھا۔نوجوان نے لکڑی کا وہ کھلونا اٹھایا۔کچھ دیر اسے الٹتے پلٹے دیکھ کر اس نے اپنی سرمئی آنکھوں سے اس عورت کو دیکھا۔

"مجھے معلوم ہے وہ کہاں ہے۔۔۔"نوجوان کی آنکھیں چمکیں۔

وہ عورت خوشی سے بوکھلائی،پھر اس نے اپنے کمر بند سے چمڑے کی ایک تھیلی نکالی،اور میز پر رکھ دی۔

www.novelsclubb.com

"جب آپ کا پوتا مل جائے،تب دے سکتیں ہیں آپ۔۔۔"

"لیکن مجھے کہا گیا تھا،کہ تم پہلے پیسے مانگتے ہو۔۔۔اور کم نہیں زیادہ،تبھی میں انتظام کر کے آئی ہوں۔۔"

"مجھے امیروں کے پیسے پسند ہیں،غریبوں کے نہیں۔!!"

وہ عورت کچھ جھجکی، پھر تیزی سے اثبات میں سر ہلایا۔ ”آپ گھر جا سکتی ہیں، آپ کے پوتے کو گھر پہنچا دیا جائے گا۔ اور باہر کسی سے پیسے نہ لینے کا ذکر مت کیجئے گا۔“

”ٹھیک ہے میں، نہیں کروں گی۔“ اس عورت کی آنکھوں میں تشکر بھری نمی در آئی۔۔۔

اس کمرے کے باہر کئی لوگ قطار سے بیٹھے تھے۔ ان میں سے اکثریت مردوں کی تھی۔ اس کمرے کے دائیں جانب دوسرے کمرے میں، تین آدمی، نرم ملائم نشستوں پر بیٹھے تھے۔ ان کے آگے رکھے تخت پر دو تین طرح کے کھانے، مٹی اور لکڑی کے برتنوں میں رکھے گئے تھے۔ ان میں سے ایک کا لباس مخملی، بیش قیمت دکھتا تھا۔

”خیام جلیل کو چند آدمی چاہئے، اگر ان میں تم ہماری مدد کرو تو، کچھ منافع تمہیں بھی مل سکتا ہے۔۔“ بائیں جانب بیٹھے آدمی نے، سربراہی نشست پر بیٹھے شخص کو مخاطب کیا۔ اس نے مٹی کے پیالے میں موجود مشروب کا گھونٹ بھرا، اور پیالہ تخت پر رکھتے ہوئے سر ہلایا۔

”کتنے آدمی چاہئے ہوں گے۔۔؟؟“

”دس پندرہ۔۔۔۔“

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے، لیکن میں منافع نہیں لونگا۔۔اگر وہ میرے ساتھ کچھ کام بانٹ لے تو مجھے کسی دوسرے منافع کی ضرورت نہیں، ویسے یہ نوجوان۔۔۔اس کو ہاتھ سے جانے مت دینا، اور سپاہیوں تک کسی طرح کی کوئی خبر نہ پہنچنے پائے۔۔"

اس آدمی نے اپنے دائیں بائیں بیٹھے ان دونوں اشخاص کو دیکھ کر کہا۔وہ سر ہلا کر اپنے مزید مسائل پر گفتگو کرنے لگے۔وہاں اس سرائے کے اصطبل میں کچھ نئے آنے والے لوگ اپنے گھوڑے کھڑے کر رہے تھے۔اصطبل کے دو ملازم، ان کے پانی اور چارے کا انتظام کر رہے تھے۔باہر سرمئی شام پھیلی تھی۔اور یہ قدیم شہر، روزمرہ کی مصروفیت میں گھرے لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس واقعے کے کئی دنوں بعد:

صبح دوپہر میں ڈھل چکی تھی۔سردی زوروں پر تھی۔وہ جب بھی اپنے یہاں گذرے دنوں کو، اپنی دنیا کے دنوں سے اندازہ لگانے کی کوشش کرتا، اس کا دماغ بالکل خالی ہو جاتا تھا۔بارہا کوششوں کے باوجود بھی، وہ دنوں کا حساب نہیں لگا پایا تھا۔یہاں کے لوگ چاند کے پانچ

چکروں کے حساب سے سال کا شمار کرتے تھے۔ایک چکر میں ۷۷ دن۔یعنی ایک سال میں ۳۸۵ دن۔یہاں کا سال اس کی دنیا کے سال سے ۲۰ دن زیادہ تھا۔اس مصروف سے دن وہ سفید گھوڑے کو تقریباً دوڑاتے بندرگاہ کی پتھریلی زمین پر سے گزرتا جارہا تھا۔آس پاس کے لوگ اسے پکار کر سلام دعا کرتے، کچھ لوگ اس کی جانب مسکراہٹ اچھال کر سر کو خم دے کر اسے اپنی جانب متوجہ کرتے جاتے۔یہاں کے لوگوں کے ساتھ اس کی اچھی جان پہچان ہو چکی تھی۔صالح مراد اسے لوگوں میں اتنا مشہور دیکھ کر کئی بار شک میں ضرور پڑے تھے،اس کا پیچھا کرنے کسی نہ کسی کو ضرور بھیجتے تھے، لیکن مخبری کرنے والا یہی ایک خبر لاتا تھا کہ شہر بھر میں خطوط پہنچانے کا کام کر رہا ہے،اور وہ مطمئن ہو جاتے تھے۔صالح مراد کی رہائش گاہ جو کہ اب اس کی بھی رہائش گاہ تھی وہاں پہنچ کر اس نے گھوڑے کی لگام کھینچی۔گھوڑے کو اس کی جگہ پر کھڑا کر کے وہ دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا تھا۔وہ عجلت میں تھا۔لیکن صالح مراد کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اس نے خود کو نارمل کیا،اسے اس لاکٹ کے بارے میں ان سے پوچھنا تھا۔اسے سحر زار کو دیکھنے کی دلچسپی تھی،وہ دیکھنا چاہتا تھا۔وہاں جادوگر کیسے بستے ہیں ،ہر چیز کی تہہ میں جانے کی اس کی عادت اس کا پیچھا چھوڑنے والی نہیں تھی۔اس کی سرائے

میں کئی لوگوں سے بات ہوتی رہتی تھی۔ان میں سے کسی شخص نے اسے ایک شرط پر وہاں لے جانے کو کہا تھا۔اگر وہ اس لاکٹ کے بارے میں اسے معلومات دیے دیتا، جس کا خاکہ وہ اپنے ساتھ کاغذ پر بنوا کے لایا تھا۔بقول اس کے،اس کی معلومات محل کے قیدیوں میں سے کسی ایک کے پاس تھی۔اس طرح اسے محل جانے کا موقع بھی مل جاتا اور سحر زار جانے کا بھی۔اس کی جاسوسی طبیعت کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عظیم کام نہیں تھا۔وہ لکڑی کا محرابی دروازہ دھکیلتا ،کمرے میں داخل ہوا۔صالح مراد کے کمرے میں آتش دان اور دیوار گیر شمع دانوں سے پھوٹتی ،زرد روشنی پھیلی ہوئی تھی۔میز پر ایک موٹی سی کتاب کھولے،انہوں نے سر اٹھا کر داؤد سلطان کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تم کہیں جانے کی تیاری میں ہو کیا۔۔۔؟؟"

"ہاں مجھے کسی کام سے محل جانا ہے،۔۔۔۔کیا آپ اس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔اس نے مخملی کوٹ کی جیب سے تہہ شدہ کاغذ کھول کے ان کے سامنے رکھا۔وہ کچھ دیر اس خاکے کو چشمے کے عقب سے دیکھتے رہے پھر اس کے چہرے کو دیکھا۔

"نہیں۔۔۔میں نہیں جانتا۔۔۔ویسے تم زیور خریدنے جارہے ہو کیا۔کسی تاجر نے منگوایا ہے۔۔؟؟"

وہ کچھ لمحے ان کے چہرے کو جانچتا رہا۔ان کے چہرے پر کچھ چھپائے جانے کے آثار نہیں تھے۔

"ہوں۔۔۔"اس نے اپنے چغے کی ڈوریاں کھول کر اسے اتارا۔

"جس ساحرہ کا آپ نے ذکر کیا تھا،میں نے سنا ہے،اس کی کوئی بیٹی بھی تھی،"

"ہاں تھی تو۔۔لیکن شائد وہ مر چکی ہے۔۔۔کچھ ایسا ہی سننے میں آیا تھا۔"صالح مراد جانچتی نظروں سے اسے دیکھے گیا۔"تم اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو اس سب میں۔۔۔"

"ایسے ہی،میرے خیال میں مجھے پتہ ہونا چاہئے۔۔۔"

"کیوں تم مؤرخ بننا چاہتے ہو۔۔۔"وہ ایک دم مسکرا اٹھے۔

"نہیں لیکن کنوئیں کا مینڈک بھی نہیں بننا چاہتا۔۔"وہ ان کے بستر پر گرنے کے انداز میں ڈھے گیا۔

"تم پھر سے باہر کی دھول مٹی خود پر چپکا کے اب میرے بستر پر لیٹ رہے، جاؤ اپنے کمرے میں آرام کرو۔۔"

"مجھے یہاں سے مت اٹھایئے گا صالح مراد۔۔میں سونے لگا ہوں۔۔"ان کی جانب پشت کرتے وہ پلکیں موند گیا تھا۔

"تم اس طرح میرا نام نہیں پکار سکتے۔۔۔تمہاری ماں نے تمہیں ادب اور لحاظ سے آگاہ نہیں کیا۔۔۔"وہ اس کے نام لینے پر ہمیشہ تلملا جاتے۔

"انہوں نے میرا سارا وقت، جھوٹی کہانیاں سنانے میں برباد کیا ہے، میں ان تکلفات سے واقف نہیں ہوں۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"چچ۔۔چچ۔۔"وہ افسوس سے سر ہلاتے ہوئے اپنے کام میں مصروف ہو چکے تھے۔اور داؤد سلطان کو نیند اپنی آغوش میں لے چکی تھی۔

♦♦♦

یہ موسٹر شہر کے سٹی سینٹر پر واقع Bake Boss بیکری کا منظر تھا۔ جس کی سڑک کا رخ کرتی سیاہ رنگ کی دیوار کی گلاس ونڈو سے اندر رکھے بیکری آئیٹمز اور کچھ کسٹمرز واضح دکھائی دیتے تھے۔ یہ شام کا وقت تھا۔ باہر جہاں اس مین سٹریٹ پر جہاں تینوں سڑکیں آپس میں ملتی تھیں۔ وہاں گاڑیاں رواں دواں تھی۔ سڑکوں پر قطار در قطار دکانیں ہی دکانیں تھیں۔ چاہے وہ کھانے پینے کے چھوٹے موٹے کیفے ہوں یا کپڑوں کے آؤٹ لیٹس، ہر طرف ان کی روشنیاں بکھری ہوئی تھیں۔ وہ لمبی سی گرے جینز سکرٹ پر ڈارک براؤن شرٹ پہنے، شہد رنگ بالوں کو کیچر میں بند کئے ہوئے تھی۔ چہرے پر آتیں لٹیں آج کیچر میں پھنسی اس کے چہرے پر گرنے کی کوشش نہ کر سکیں۔ وہ بیکری میں داخل ہوئی۔ فردوس آنٹی اسے کہیں نظر نہ آئیں۔ البتہ علائیزہ رف سے حلیے میں کاؤنٹر پر کافی مشین کے پاس کھڑی کافی بنا رہی تھی۔ اس کی داخلی دروازے کی جانب پشت تھی۔ پریسہ کے چہرے پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیلی۔ وہ دبے قدموں چلتی ہوئی اس کے پیچھے آئی۔ اور اس کی کمر گدگدائی۔ وہ کچھ کسمسائی لیکن پلٹی نہیں۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ پریسہ نے حیرت سے اس کی پشت دیکھی۔ وہ گدگدانے پر ہمیشہ پلٹ کر غصہ کرنے لگ جاتی تھی، لیکن وہ پلٹی نہیں۔

"علائیزہ جانم۔۔۔"اس نے اسے متوجہ کرنے کے لئے اس کے کندھے پر آہستگی سے تھپکی دی ۔ تبھی اسے اس کی سسکی سنائی دی۔اور وہ چونکی۔

"لیزا۔۔۔"اس نے اس کا رخ اپنی جانب موڑا اور اس کے نک نیم سے اسے پکارا، وہ ہمیشہ ایسے موقعوں پر اسے یونہی پکارتی تھی۔اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وپ دھک سی رہ گئی۔"ارے۔۔۔ارے۔۔۔"اسے گلے لگا کر اس نے اس کی پشت تھپکی۔

"روکیوں رہی ہو تم۔۔۔is everything alright

پھر اس نے پیچھے کافی مشین تلے رکھے بھرتے کافی کپس کو دیکھا۔"چلو تم رونا بند کرو دیکھو، کافی گر جائے گی۔۔۔"اس بات پر وہ جلدی سے کافی کی جانب متوجہ ہوئی۔وہ اسے بغور دیکھ رہی تھی۔کافی کسٹمرز کی ٹیبل پر رکھتے اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔پھر اسے کوئی خیال آیا، اور اس خیال کے آنے پر اس نے اکتاہٹ سے نگاہیں گھمائیں۔یہ سارا رونا دھونا اگر براق کی وجہ سے ہوا تو اسے سچ مچ غصہ آجانا تھا۔اس لڑکی نے خواہ مخواہ خود کو عذاب میں ڈال رکھا تھا۔کیا ضرورت تھی اسے سٹاک کر کے پھر میسیج کرنے کی۔اس نے آستینیں چڑھائی۔اور جن ٹیبلز سے کسٹمرز

اٹھ رہے تھے۔وہاں سے بل لینے لگی۔اس نے پلٹ کر علائیزہ کی جانب دیکھا۔وہ خالی برتن بیکری کے کچن کے سنک میں رکھ رہی تھی۔جب کسٹمرز باری باری فارغ ہو گئے،تو اس نے بیکری کا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔شیشے پر اب closed کا کارڈ باہر سے دکھائی دے رہا تھا۔

"علائیزہ۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔تم رو کیوں رہی ہو۔۔؟؟"وہ تیزی سے اس کے پیچھے آئی۔

"سلام۔۔۔"علائیزہ نے سنک میں برتن دھوتے اس کی جانب دیکھا اور پھر جبراً مسکراہٹ چہرے پر پھیلائی۔

"ویری فنی۔۔۔بہت جلدی ہوش آگیا۔۔"ایک ہاتھ کمر پر رکھے،دوسرے ہاتھ کی انگلی سے کاؤنٹر بجاتے اس نے سر جھٹکا۔

"آنٹی کہاں ہیں۔۔۔"

"گئی ہوئی ہیں خالہ کے گھر"آواز رندھی ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے تو پھر جلدی دھولو اپنے ہاتھ۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"دھل ہی رہے ہیں۔۔۔ برتنوں کے ساتھ۔۔۔"اس نے اترے ہوئے چہرے کے ساتھ مصروف انداز میں کہا۔

"برتنوں کو چھوڑ کر۔۔۔ دھو۔۔۔"اس نے ایک اور حکم صادر کیا۔ وہ اس کی حکم کی تعمیل کر کے اسے دیکھنے لگی۔ جو اس کا ہاتھ جھٹکے سے کھینچ کر ایک ٹیبل تک لے کر گئی۔

"بیٹھو یہاں۔۔۔۔"دوٹوک لہجے میں کہتے وہ بھی اس کے مقابل کرسی پر بیٹھ گئی۔

"اب بتاؤ۔۔۔ یہ آنسو مسٹر براق کی وجہ سے بہہ رہے ہیں۔۔۔ نہیں۔۔؟؟"تصدیق کرتے انداز میں اس نے چہرے پر استہزایہ تاثر طاری کیا۔

"تمہیں کیسے لگ گیا پتا۔۔۔؟؟"اس نے آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا۔ گندمی چہرہ رونے کے باعث گلابی پڑ رہا تھا۔

"کیونکہ ہماری علائیزہ بی بی کو اس زمین پر کوئی اور نہیں رلا سکتا۔۔۔ تمہیں میں نے کہا تھا نہ، ان چکروں میں نہ پڑو۔۔۔"

"تم کتنی سنگ دل ہو۔۔۔ تمہیں نہیں پتہ کیا کہ ان معاملات میں دل کسی کی نہیں سنتا۔۔۔"

"لیکن جب کوئی آپ کو بار بار ہرٹ کرے تو اس وقت۔۔دماغ کی بھی کوئی سن لیتا ہے۔۔۔تم دو دن پہلے اس کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں، تو اب کیا ہو گیا۔۔۔ہاں؟؟"

"تم نے کہا تھا تمہیں لوگوں کو پرکھنا نہیں آتا، تو تمہاری کوئی بات مجھے اس کے خلاف نہیں کر سکتی۔۔۔"

"اچھا اور تمہیں۔۔۔۔"پریسہ نے اسے دیکھا۔۔۔"تمہیں آتا ہے لوگوں کو پرکھنا۔۔۔؟؟"

"نہیں۔۔۔مجھے بھی نہیں آتا۔۔"اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔"میں صرف وہ کر رہی جو میرا دل مان رہا ہے۔۔۔اور وہی سمجھ رہی ہوں، جو میرا دماغ میرے دل کی وجہ سے پراسس کر رہا ہے۔۔"

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے۔۔۔تو تم رو کس وجہ سے رہی ہو یہ بھی تو بتاؤ۔۔۔؟؟؟"

اس نے پریسہ کو دیکھا۔پھر نظریں چرائیں، اور جب دوبارہ اس پر ٹکائیں تو وہ بھیگی ہوئی تھیں۔"وہ مجھے، دو دن سے اگنور کر رہا ہے،"اس نے پھر سے بھیگتی آنکھیں پونچھیں۔

"کیوں؟؟کوئی وجہ۔۔۔۔؟؟اگنور کرنے کی۔۔۔؟؟" وہ اپنی دوست کو جانتی تھی۔اسے ہمیشہ سے محبت کی باتیں بہت متاثر کرتی تھیں۔وہ دونوں جب کوئی مووی دیکھنے کا ارادہ کرتے اسے ہمیشہ وہی مووی چاہیئے ہوتی تھی جس میں رومینٹک ٹروپ ضرور ہو۔اسے پھول دینے والے پرنس چارمنگ،اور زندگی کو خوشیوں سے بھر دینے والے شہزادے کی تلاش تھی۔جو اس کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہو جاتا۔لیکن اس کی یہ دوست زندگی کی حقیقتوں سے بے خبر تھی۔وہ پریوں کی کہانیوں میں رہ رہی تھی، جتنی باتیں اس نے براق کے بارے میں اسے بتائیں تھیں،اس سے صاف ظاہر تھا،وہ اسے سیریس نہیں لے رہا، تھا،لیکن وہ ان احساسات کے باعث بار بار اس کی طرف سے صفائیاں پیش کر رہی تھی۔اسے اس کی حالت پر دکھ ہوا تھا۔

"وہ چاہتا ہے میں اسے پکچرز بھیجوں اپنی۔۔۔اور میں نے بھیجنے سے منع کر دیا،تو اس نے مجھے کہا کہ میں اس سے محبت نہیں کرتی،۔۔جب میں نے اسے کہا کہ ایسا نہیں ہے۔۔۔بس مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا پکچرز بھیجنا۔تو اسے لگا میں اس پر ٹرسٹ نہیں کرتی۔۔۔" وہ رکی،کچھ دیر۔پریسہ کی ساری توجہ اس کی جانب تھی۔وہ اسے بولنے دے رہی تھی۔لیکن اندر ہی اندر اس بات پر وارننگ کی ایک گھنٹی سی بجی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے ڈر تھا وہ مجھ سے بات کرنا بند نہ کر دے، تو میں نے اسے اپنی کچھ پکچرز بھیج دیں۔۔۔"

"اچھا۔۔تو۔۔۔؟؟اسے تو پھر مطمئن ہو جانا چاہئے نا، کیونکہ اب اسے پتہ چل گیا کہ تم اس پر ٹرسٹ کرتی ہو۔۔۔"

علائیزہ نظریں چرا کر باہر دیکھنے لگی۔پریسہ نے اس کی یہ حرکت بھانپی۔"علائیزہ۔۔۔!!"اس نے اسے پکارا۔۔"کیا کہا اس نے پھر۔۔۔"

علائیزہ نے پہلے گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔پھر نظریں اٹھائی۔

"پھر اس نے کہا کہ مجھے۔۔۔پرائیویٹ فوٹوز۔۔ بھیجو۔۔۔!!"

"واٹ۔۔۔۔داہیل۔۔۔!!!"پریسہ نے دانت بھینچتے ہوئے اپنا سر پکڑ لیا۔

"علائیزہ۔۔۔وہ تمہیں یوز کر رہا ہے۔۔۔۔وہ تمہیں سیدھا سیدھا۔۔سگنل دے رہا ہے کہ وہ سیریس نہیں ہے۔۔۔تم پھر بھی اس کے لئے فیلنگز رکھ رہی ہو۔۔۔ تمہیں چاہئے اسے بلاک کر دو۔۔he is fooling you (بے وقوف بنا رہا ہے وہ تمہیں۔۔۔)ایک کام کرو ابھی میرے سامنے بلاک کرو اسے، وہ تمہیں بالکل ڈیزرو نہیں کرتا۔"

وہ خاموش رہی۔ پھر آنسو اس کی آنکھوں سے تیزی سے بہنے لگے۔ ”پریسہ۔۔۔ میں اسے اگنور نہیں کر سکتی۔۔۔ وہ جب بھی میسیج کرتا ہے، میں خوش ہوتی ہوں، میرا موڈ ٹھیک ہو جاتا ہے ۔۔۔ میں اس کی یہ بات نہیں مانوں گی۔ لیکن میں اسے بلاک نہیں کروں گی۔ لیکن وہ میرے میسیج کا ریپلائے تک نہیں دے رہا دیکھو۔۔۔“ اس نے جلدی سے فون اس کے آگے کیا۔

سکرین تقریباً اس کے میسیجز سے بھری ہوئی تھی۔ لیکن دوسری جانب سے انہیں دیکھا تک نہیں گیا تھا۔ اس کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹ لے۔

”مجھے نہیں پتہ تھا علائیزہ کہ تم اتنی بے وقوف بن جاؤ گی۔“ اس کے چہرے پر بے تحاشہ دکھ تھا۔

www.novelsclubb.com

”انسان کو عقل یا تو ٹھوکر لگنے سے آتی ہے، یا اسے ٹھوکر لگنے سے پہلے کوئی اشارہ مل جاتا ہے، جس کی بنا پر وہ خود کو گرنے سے بچا لیتا ہے۔ تمہیں علائیزہ وہ اشارہ مل چکا ہے، اب یہ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے، کہ تم اشارے سے سنبھلتی ہو، یا ٹھوکر لگ کر گرنے کے بعد۔۔۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا میری۔ گرنے کے بعد تمہارے آس پاس اتنا اندھیرا ہو گا کہ تم کھڑی نہیں ہو پاؤ گی، تم اتنی زور

سے گرو گی کہ اٹھتے اٹھتے تمہیں سال لگ جائیں گے۔نہ تمہارے پاس اب اس کی محبت ہے نہ بعد میں رہے گی۔ لیکن یہ سب جاننے تک تم خود کو اپنی محبت سے عاق کر دو گی۔ تم اس کی محبت میں اپنی ذات کی محبت کھو دو گی۔ میں تمہیں جج نہیں کروں گی، ہر انسان کو محبت ہوتی ہے۔ لیکن ہر شخص محبت کے لائق نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ بہت عام ہوتے ہیں، علائیزہ، وہ دکھنے میں خاص لگتے ہیں، بولنے میں، اٹھنے بیٹھنے میں، کیونکہ ہم محبت کی آنکھ سے انہیں دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر پلکیں جھپک کر، اس محبت کی دھند کو نظروں سے ہٹا کر انہیں دیکھا جائے تو ان کی اوقات مٹی کے کسی چھوٹے ذرے جتنی بھی نہیں ہوتی۔"

وہ خاموش ہو کر اسے چند لمحے دیکھے گئی۔ جو دروازے کے شیشے کے اس پار چلتی گاڑیوں کو تک رہی تھی۔ اس کی آنکھیں کسی گہری سوچ میں تھیں۔ "میں چلتی ہوں۔۔۔" پریسہ اٹھی۔ اس کا دل بھاری ہو رہا تھا، وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی، لیکن اس نے خود کو روک دیا۔ علائیزہ نے اسے جانے سے روکا نہیں، وہ خاموشی سے اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔ اچھا تھا، اسے اکیلے میں بیٹھ کر اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کرنی چاہیئے تھی۔

♦♦♦

وہ باپ بیٹا اپنے گھر کے لان میں، سویمنگ پول کے کنارے رکھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ان کے سر پر ویسے ہی چھاتا تھا جیسے beach پر موجود ہوتے ہیں۔

"دیکھو ایمر۔۔۔میں چاہتا ہوں تم اس بات پر کھلے ذہن سے غور کرو، پریسہ کے ساتھ شادی میں تمہیں وہ فائدہ نہیں ہو گا، جو تمہیں اس بات سے ہو گا جو میں تمہیں ابھی بتانے والا ہوں۔وہ گھریلو رف سے حلیے میں، اپنے بیٹے کو دیکھے جا رہا تھا۔جو پوری توجہ ان کی جانب مرکوز کئے، ان کے سامنے بیٹھا تو۔اس کا انداز مؤدب تھا۔کسی فرمانبردار بیٹے کی طرح۔

"مجھے یاسمین نے پریسہ کی چند تصاویر بھیجیں ہیں، مرات نے وسطی میز پر رکھا اپنا فون اٹھایا۔ اس میں کئی جگہوں پر اس کے ساتھ سلطان مغربی موجود ہے۔یاسمین اسے بس ایک امیر خاندان کا بگڑا ہوا لڑکا سمجھ رہی ہے، اور میں نے اسے اس کے بارے میں کافی ڈرا دیا ہے۔لیکن یہاں معاملہ میں ایسے سلجھانا چاہتا تھا کہ اپنے کسی آدمی کی شادی اس سے کروا دوں، اور سارا معاملہ ہی ہمارے ہاتھ آجاتا۔۔لیکن سلطان مغربی نہایت شاطر ہے، وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ باس کو ویسے بھی شمس الدین کی زمین کی قیمت کا اندازہ ہے، وہ یہ زمین ہتھیانا چاہے گا۔۔۔اور

www.novelsclubb.com

صرف وہ نہیں میرے خیال میں اس کا بھتیجا بھی اس چیز سے آگاہ ہو چکا ہے اور پریسہ کے ارد گرد گھوم رہا ہے۔۔۔

ایمر کے چہرے کے تاثرات یکدم بدلے۔۔وہ متفکر سا انہیں دیکھے گیا۔پھر کچھ بولنے لگا لیکن مرات نے اسے ہاتھ کے اشارے سے نرمی سے روکا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں نئی نئی نوکری ملی ہے اور تم اس پر بے تحاشہ خوش ہو۔ایک وقت تھا، میں بھی بہت خوش تھا۔لیکن آج مجھے وہاں سے نکالے جانے کی دھمکیاں دی جاتیں ہیں اور کیونکہ باس کو کچھ نئے لوگ مل گئے ہیں جن کی وجہ سے انہیں میری صلاحیت کم دکھائی دینے لگی ہے۔میں نہیں چاہتا تم بھی اس سب سے گزرو۔۔جیسے ہی انہیں کوئی نیا آدمی ملا جو تم سے بہتر ہو تمہاری زندگی بھر کی محنت ہوا میں اڑ جائے گی۔۔مرات رک کے اس کے الجھے ہوئے چہرے کو دیکھے گیا۔پھر ان کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔

"تو آپ کا کیا پلین ہے ڈیڈ۔۔۔آپ نے کیا سوچا ہے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"میں سلطان مغربی کو راستے سے ہٹانا چاہتا ہوں۔۔۔۔" مرات نے رک رک کر اپنا جملہ مکمل کیا۔ ایمر پہلے الجھا اور پھر چونک گیا۔

"لیکن ڈیڈ۔۔۔ باس کو اگر پتا چل گیا۔۔۔!!

"وہ خود اس سے تنگ ہیں، انہیں اپنی جائداد کی فکر ہے جو اس نے سلطان کی ہتھیائی ہوئی ہے۔ ان دونوں کو ایک ہی جال سے پھانسنا ہے، لیکن پریسہ ہمیں زندہ چاہیئے اور سلطان نہیں ۔۔۔اس نے مجھے دیوالیہ کر دیا ہے۔۔ مرات کی آنکھوں میں نفرت اور غصے کی چنگاریاں اتریں۔ لیکن اس کا ٹیج کو اسے ہتھیانے نہیں دوں گا۔ وہ زندہ رہا تو کسی نہ کسی طرح اسے ہتھیا لے گا۔ اس لئے اس خبیث کا مرنا ضروری ہے۔،،"

www.novelsclubb.com

"اور پریسہ۔۔۔۔" ایمر کچھ کچھ قائل نظر آنے لگا۔ مرات کچھ دیر اسے دیکھے گیا۔ پھر ایک استہزائیہ مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیلی۔

"وہ ایک عام سی لڑکی ہے۔۔وہ داؤد کو مشکل میں دیکھ کر۔۔وہی کرے گی جو ہم بولیں گے۔ اسے کسی طرح وہاں سے اغوا کرنا ہے۔پھر جس آدمی کو میں نے اس سے ملنے بھیجا تھا،اسی کے ساتھ نکاح کروادیں گے۔کاٹیج اور گرین ہاؤس ہتھیانا آسان کام ہے پھر۔۔۔"

ایمر نے ایک نظر انہیں دیکھا،اور پھر پر سوچ نظروں سے ان سے بہت دور کھڑے مالی کو،جو پودووں کی بڑی مہارت سے کانٹ چھانٹ کر رہا تھا۔مرات،پلیٹ میں فروٹ سیلیڈ ڈالنے لگا جو کب سے ان کے کھائے جانے کے انتظار میں تھا۔سویمنگ پول کا پانی روزمرہ کی طرح بدلا جاچکا تھا۔جس کے ذمے یہ کام تھا وہی ملازم اب لان کے ان پودوں کو پانی دے رہا تھا جو کہ کاٹے جاچکے تھے۔اسے عجیب سی تھکن محسوس ہورہی تھی۔سوئمنگ پول کا کام اسے ہمیشہ کی طرح تھکا دیتا تھا۔ضرورت ہی کیا تھی پانی ڈالنے کی،کونسا سردیوں میں ان لوگوں نے پول استعمال کرنا تھا۔لیکن ان بڑے لوگوں کے بڑے چونچلے۔اس نے سر تاسف سے جھٹک کر ایک نظر ان باپ بیٹے کو دیکھا۔وہ ان کے اس طرح ایک ساتھ بیٹھے جانے پر حیران تھا۔یہ منظر اس کے لئے بھی ویسے ہی انوکھا تھا جیسے باقی ملازمین کے لئے۔وہ سب موقع ملنے پر اسی بات پر بحث کرنے والے تھے۔مالکوں پر بات کرنا ان کا سب سے پسندیدہ مشغلہ تھا۔

www.novelsclubb.com

♦♦♦

شہر موسٹر کی بلند و بالا اونچی عمارتوں کے بیچ سے ہوتی ہوئی سڑکوں میں سے ایک پر ایمرمرات کی گاڑی فراٹے بھر رہی تھی۔ اس کے دائیں بائیں چلتی گاڑیوں کے ڈرائیور کچھ غصے اور برداشت سے تقریباً اس کی گاڑی سے اپنی گاڑیاں بچاتے بند شیشوں کے اندر کچھ نہ کچھ بڑبڑاتے ہوئے گزرتے جاتے۔اندر سائڈ ونڈو پر بازو ٹکائے وہ فون کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔اور دوسرے سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

"نہیں اس بات کا پولیس کوئی سراغ نہ لگا سکی،۔۔۔ہاہا۔۔۔بالکل نہیں، لیکن یار اب تک میں یہ نہیں سمجھ پایا کہ شمس الدین کی لاش غائب کی تو کس نے کی، میں نے تو بس کام تمام کر کے اسے وہاں چھوڑ دیا تھا تاکہ ایڈم محمود کے خلاف مضبوط کیس بن سکے لیکن جس نے بھی اس کی لاش غائب کروائی،اس نے سارا پلین چوپٹ کر دیا ہے۔۔لیکن خیر اب کیا کیا جا سکتا ہے۔۔"

"تم ایسی باتیں فون پر کیسے کر سکتے ہو۔۔۔؟؟کوئی تمہاری فون ریکارڈنگ نکال سکتا ہے۔۔۔" سپیکر سے آواز باہر سنائی دی۔

"یہ فون ہیک نہیں کیا جا سکتا، چاہے کسی بھی قسم کی اتھورٹی ہو۔۔۔" وہ بے فکری سے ایک جگہ موڑ کاٹنے لگا۔

"تو اب آگے کا کیا پلین ہے، ویسے لڑکی تو پیاری ہے۔۔۔" لہجے میں خباثت امڈ آئی۔

"نہ بھی ہوتی تو شادی تو تجھے پھر بھی کرنی پڑتی اس سے۔۔۔" ایمر مرات قہقہہ مارتے ہوئے بولا۔

"جلدی سے سر مرات سے کہہ کر ملنے کا پلین تو بنواؤ۔۔ کچھ انڈر سٹینڈگ تو بننی چاہئے۔۔" فون سے باہر نکلتی آواز میں مکاری سی تھی۔

فی الحال میں کاٹیج اور گرین ہاؤس پر فوکس نہیں کر رہا، اور تمہاری ڈیٹ کے لئے میں ڈیڈ سے بات کروں گا،،، "وہ پھر سے ہنسا تھا۔ "فی الحال میرا فوکس سلطان مغربی ہے۔۔۔" اس کے لہجے میں خود اعتمادی تھی۔ لیکن سائیڈ مرر میں اس نے پھر وہی سرخ آڈی دیکھی جو اس نے کچھ دیر قبل دیکھی تھی۔ اس میں تین چار لڑکے تھے، تیز میوزک چلائے، وہ اس کی جانب جتاتی ہوئی نظروں سے دیکھتے، اس نے الوداعی کلمات کہہ کر فون رکھ دیا تھا۔ اس نے ان منچلوں کو

نظر انداز کیا۔اور سامنے سڑک پر نظریں جمائیں۔جب سے وہ حسن المغربی سے مل کر آیا تھا، اسے اپنی زندگی کسی مقصد کی جانب مڑتی ہوئی نظر آنے لگی تھی۔ بچپن سے لے کر اب تک اسے باپ کی جانب سے یہی احساس ملتا رہا تھا کہ وہ کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں تھا،اسی لئے جب وہ سکلپچرز بناتا تھا۔اور انہیں اپنی گیلری میں نصب کرتا تھا تو اسے ایک الگ ہی اطمینان ملتا کیوں کہ وہ سکلپچر اس کی اپنی تخلیق ہوتا تھا۔وہ اس کا اپنے احساس کمتری کم کرنے کا ایک طریقہ ہوتا تھا۔ لیکن چند دن قبل جب وہ کئی دنوں بعد اپنے گھر گیا تھا،اس کی مرات بیسیل سے زندگی میں پہلی بار اتنی طویل اور نارمل گفتگو ہوئی تھی۔ویسی ہی گفتگو جیسی ایک باپ اور بیٹے کے درمیان ہوتی ہے۔ جہاں اہم معاملات ڈسکس ہوتے ہیں۔ایک ذمہ دار بیٹے کے ساتھ۔ پھر اس کے ذہن نے اس پلین پر غور کیا۔جو ایمر مرات نے اس سے ڈسکس کیا تھا۔ لیکن وہ شش و پنج میں مبتلا تھا۔ کیا حسن المغربی سے یہ بات چھپا کر وہ غلط تو نہیں کر رہے تھے۔ لیکن شائد ڈیڈ ٹھیک ہی کہہ رہے تھے،دوسروں کے لئے کام کرنے میں سب سے بڑا نقصان یہی تھا کہ جہاں کوئی بہتر ملا وہیں آپ کی نوکری گئی۔ان کے لئے اپنا انتظام کرنا ضروری تھا۔انہیں وہاں ایک ریستوران نما کسینو کھولنا تھا، جہاں ہر قسم کی سرگرمی موجود ہوتی۔اس جگہ سیاحوں کی سب

سے زیادہ آمد و رفت تھی، اور پوش علاقے کے لوگ بھی شہر کے اس حصے میں پکنک منانے ویک اینڈز پر آتے تھے۔ وہ کاٹیج اور گرین ہاؤس ان سے کوئی نہیں چھین سکتا تھا۔ وہ سوچوں میں گم ہوش میں تب آیا، جب اس کی کار کے ساتھ، ان لڑکوں نے اپنی کار ٹکرائی۔ وہ پہلے تو بوکھلایا۔ گاڑی قابو میں آئی۔۔۔ تو اونچی آواز سے انہیں گالیوں سے نوازا۔ بلڈی۔۔۔ باسٹرڈز۔

یہ سڑک باس کے دوسرے مینشن کو جاتی تھی۔ جو کہ شہر کے نہایت سنسان اور غیر آباد حصے میں تھا۔ سڑک پر اس کے ہمراہ بس وہی سرخ آڈی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ ان لڑکوں کا اس طرف کیا کام۔ نہ تو اس طرف کلبنگ ایریا تھا، نہ ہی کسی اور قسم کا پکنک پوائنٹ جو ان کی دلچسپی کا باعث بنتا۔ ان میں سے ایک کا ہاتھ اٹھا۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی گن تھی۔ جس کے ساتھ اسی حساب سے چھوٹا سا سائلنسر جڑا ہوا تھا۔ وہ بوکھلایا۔ یہ بے آواز پسٹل تھی۔

"ہے۔۔۔ ہے۔۔۔ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔" وہ گاڑی آہستہ کرتا پوری قوت سے چلایا۔ ان سب کا ایک ساتھ ایک قہقہہ بلند ہوا۔ ان کے حلیے اس گاڑی سے میچ نہیں ہوتے تھے۔ وہ سڑکوں پر گھومنے والے شراب کے عادی لوفر سے لڑکے تھے۔

جس لڑکے نے گن تھامی ہوئی تھی۔اس نے گاڑی کے ٹائر کا نشانہ لیا۔ٹائر ٹاہ کی آواز سے پھٹا۔اور اس کی گاڑی دھواں اڑاتی بے قابو سی ہو گئی۔

"خبیث انسان یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ۔۔۔"گاڑی بمشکل روکتا ہوا،وہ گیٹ کھول کر باہر آیا۔ ان میں سے ایک نے جو کافی توانا لگتا تھا۔گاڑی سے بیٹ نکالا،اور اسے ہاتھ میں گھماتے ہوئے پوری شدت سے اس پر وار کیا تھا۔ایمر مرات کا جسم کسی بے جان شے کی مانند سیاہ سڑک سے ٹکرایا۔اس کے بعد وہ کچھ محسوس نہ کر پایا۔

وہ لڑکے، عجیب و غریب آوازیں نکالتے اس کی گاڑی اور جیبیں ٹٹولنے لگے۔جس کے ہاتھ جو ملا وہ جیب میں ٹھونسا۔جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔اس نے اپنا فون نکال کے ایک کال ملائی۔

www.novelsclubb.com

"کام ہو چکا ہے۔۔۔تم آسکتے ہو ادھر۔۔۔اور ہمارے پیسے ہمیں بھجوا دینا۔دھوکہ مت کرنا، ورنہ جیسے ہی اسے ہوش آئے گا،تمہارے بارے میں بتا دیں گے سب۔۔۔"دوسری جانب سے وہ بات کرنے والے کی بات سنے گیا۔"ویسے تم کرنے کیا والے ہو اس کے ساتھ۔۔۔" اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی فون بند ہو گیا۔اس لڑکے نے کندھے اچکائے۔اسے کیا۔

ان کی جیبیں گرم ہو جائیں ان کے لئے یہی بہت تھا۔ واپس لوٹتے وقت اسی سڑک پر انہوں نے ایک سیاہ کرولا دیکھی۔ یہ اسی کی تھی جس نے انہیں ایک بڑی قیمت کے بدلے یہ کام کرنے کو کہا تھا۔ وہ اسی جانب جا رہا تھا۔ جہاں ایمرمرات پڑا ہوا تھا۔

♦♦♦

وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھی، کھڑکی کھلی ہوئی تھی، اس نے میز کی دراز کھول کر وہ پرانی کتاب نکالی، اس نے اس کتاب کے بارے میں ایلف حانم کو بتانا ٹھیک نہیں سمجھا تھا۔ نہ جانے وہ کیا بول کر اسے بھی پھینکنے کا کہہ دیتیں۔ دروازہ اندر سے لاک کئے، وہ پر سکون سی ہو کر بیٹھی ۔کاش وہ یہ زبان سمجھ پاتی۔ یہ کتاب پرنٹڈ نہیں تھی۔ کسی نے بڑی محنت سے ہاتھ سے لکھی تھی۔ کہیں کہیں سیاہی کے دھبے بھی موجود تھے۔ اس نے اس کے پرانے صفحات پر ہاتھ پھیرا۔ دیدا اسے اس کتاب کے ذریعے کیا سمجھانا چاہ رہے تھے۔ وہ ابھی تک پتہ نہیں لگا سکی تھی ،اس نے پہلا صفحہ پلٹا جسے وہ پچھلی دفعہ گوگل ٹرانسلیٹ کے ذریعے پڑھ چکی تھی، ٹیبل پر رکھا فون اٹھا کر اس نے گوگل کیمرا سے اس اگلے صفحے کی تصویر لی۔ اس نے اس سب کو سمجھنے کی کوشش کی، وہ الفاظ کے پیچھے چھپے جذبات کو سمجھتی تھی، وہ قلم کے ذریعے پہنچانے والے

پیغامات کے طریقوں سے واقف تھی، یہی ایک چیز تو تھی جس نے پوری زندگی اسے کچھ کرنے کی امید دلائے رکھی تھی، وہ لوگوں کو اپنے الفاظ کی قیمت نہ بتا سکی تھی، اس کا کام ایڈیٹرز یا بڑے بڑے میگزینز تک نہیں پہنچ پایا تھا، لیکن اتنا اسے معلوم تھا کہ الفاظ نے اس سے اپنا رشتہ نہیں توڑا تھا۔ کچھ لکھنے کی خواہش لوگوں کی باتوں اور طنزیہ لہجوں سے مانند ضرور پڑھ جاتی تھی، لیکن جب بھی وہ کسی برے وقت سے گزرتی یا بہت خوش ہوتی، یہ الفاظ اسے کبھی اکیلا نہیں رہنے دیتے تھے، کبھی انہوں نے اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔ یہ اپنے ذریعے اس کے بہت سے غم ہلکے کر جاتے تھے، اور بہت سی گھتیاں سلجھا لیتے تھے جو محض سوچنے سے نہیں سلجھتی تھیں۔ وہ کسی وفادار گھوڑے کی طرح اس کے ارد گرد منڈلاتے رہتے چاہے، اس کی زندگی میں کتنی بہاریں آئیں یا کتنی خزائیں، وہ ہر پل اس کے اشارے پر دوڑے چلے آتے تھے۔ اس نے سکرین پر ابھرنے والے ٹرانسلیٹڈ الفاظ پر غور کرنا شروع کیا۔ اور تبھی اس کے فون کی گھنٹی بجی۔ الفاظ میں الجھتا اس کا ذہن فون کی جانب متوجہ ہوا۔ وہ کوئی نیا نمبر تھا۔ اس نے چند لمحے جگمگاتے نمبر کو دیکھا، (کون ہو سکتا ہے۔۔۔) لیکن پھر کندھے اچکا کر کال اٹھالی۔ اس سے پہلے کہ وہ ہیلو کہتی۔ کوئی پھولتی سانسوں کے درمیان اچانک بولا۔

"پریسہ کنعان۔۔۔۔یہ تم ہو۔۔۔کیا یہ اسی کا نمبر ہے۔۔۔"

وہ یہ ہڑبڑاتی آواز سن کر، بوکھلاتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔"جی یہ میں ہی ہوں ۔۔۔آپ کون۔۔۔۔

"آپ کے دادا کی لاش ملی ہے ہمیں۔۔۔۔"اجنبی تیزی سے بولا تھا۔

"واٹ۔۔۔۔!!!ک۔۔کہاں۔۔۔"اس کے دل پر کسی نے گویا خنجر مارا ہو۔"کہاں ہے ۔۔۔میرے دیدا۔۔۔"وہ بے ساختہ چلائی۔چہرہ تکلیف سے سرخ ہوا تھا،آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھر گئی۔

"لیکن پلیز کسی اور کو فون مت کیجئے گا۔۔۔ورنہ آپ انہیں کبھی دیکھ نہیں پائیں گی۔۔۔میں آپ کو لوکیشن بھیج رہا ہوں آپ فوراً وہاں آجائیں۔"فون بند ہوا۔وہ شل سی وہی کھڑی رہ گئی۔یہ کیا سنا تھا اس نے۔ابھی ابھی وہ پرسکون بیٹھی تھی اور اب،اب یہ کیسی خبر سن لی اس نے۔لمحہ ہی تو لگتا ہے سب کچھ بدلنے میں۔بس ایک چھوٹا سا لمحہ سب کچھ بکھیر دیتا ہے۔اس نے لرزتی انگلیاں،کپکپاتے لبوں پر رکھ کر اپنی سسکی دبائی۔جلدی سے ہینگر سٹینڈ سے اپنا ہوڈڈ کوٹ

اٹھایا۔ہوڈی سر پر گرا کے اس نے میسیج ٹون بجاتا فون آنکھوں کے سامنے کیا۔روشنی اس کی بھیگی بڑی سیاہ آنکھوں پر پڑی،اس نے بھیگی پلکیں جھپکیں۔اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔اس نے باہر سٹنگ ایریا کا جائیزہ لیا۔وہاں کوئی نہیں تھا۔فون کوٹ کی جیب میں ڈال کر وہ دبے قدموں سے گھر کے داخلی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔اگلے کچھ لمحوں بعد وہ ایک کیب میں بیٹھ رہی تھی۔ایلف حانم شائد اپنے کمرے میں تھیں۔شکر ہے ان سے بچ کر وہ نکل آئی ۔اس کا دل اسے کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔باقی ہر آواز کہیں بہت دور سے سنائی دی ۔اس نے اپنے لب ہلتے ہوئے محسوس کیئے،اور پھر اس نے خود کو ڈرائیور کو لوکیشن بتاتے ہوئے اور اسے تیز ڈرائیونگ کرنے کا بولتے ہوئے سنا،کھڑکی کے باہر گزرتے مناظر،جو کچھ دیر قبل صاف نظر آتے تھے اب لکیریں بنے لمحے بھر میں گزرنے لگے۔

(کیا اس شخص۔۔۔نے لاش کہا تھا۔۔۔)اس نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر اس کے الفاظ دوبارہ سوچے۔

تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ کسی عجیب فیکٹریوں اور کارخانوں کے علاقے میں نظر آئے۔اس آدمی کا میسیج آیا ہوا تھا۔جس فیکٹری کی لوکیشن تھی اس سے اسے ذرا دور پیدل چل کر جانا تھا۔اس نے ڈرائیور کو پیسے دیے۔جس نے کچھ عجیب نظروں سے اطراف کو اور پھر اس پر نگاہ ڈالی۔اور کچھ بڑبڑاتا ہوا،وہاں سے آگے بڑھ گیا۔پریسہ نے فون سکرین پر نگاہ ڈالی،اور جیسے وہاں بتایا گیا تھا،وہی راستے سے چلتی آگے بڑھنے لگی۔اس فیکٹری کے عقب کی طرف جاتے اس نے ارد گرد اکا دکا ورکرز کو دیکھا۔جابجا کچھ کچھ عمارتیں ڈھائی گئیں تھیں۔شائد یہ غیر قانونی عمارتیں تھیں۔وہ ان گلیوں کے بیچ سے ہوتے ہوئے ایک دو منزلہ گھر کی جانب بڑھنے لگی اس کا پینٹ باہر سے اکھڑا ہوا تھا۔اس نے فون کی سکرین دوبارہ دیکھی۔ہاں یہ وہی عمارت تھی۔زنگ آلود داخلی دروازہ کھلا ہوا تھا۔اس نے دروازہ دھکیلا،وہ آہستگی سے کھلتا چلا گیا۔اندر زرد رنگ کا بلب روشن تھا جس کی روشنی اتنی کم تھی کہ وہ اندر کچھ بھی دیکھنے سے قاصر تھی ۔اس نے چوکھٹ سے اندر قدم رکھا،اگلے لمحے کسی عجیب احساس نے اسے اپنے لپیٹ میں لے لیا۔کوئی لاش ملنے پر پہلی کال اسے کیوں کرے گا پولیس کو کیوں نہیں؟؟"اسے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں سنائی دینے لگی۔اور اس کا نمبر اسے کہاں سے ملا۔وہ کیوں اسے کسی کو بھی

ساتھ لانے کا نہیں کہہ رہا تھا۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بہت دیر سے بیدار ہوئی تھی۔ اس کے دماغ نے اندر بڑھتے اس کے قدم پر مزاحمت کی، وہ تیزی سے پلٹی، لیکن اس سے غلطی ہو چکی تھی، اس سے پہلے کہ وہ بھاگنے کے لئے قدم تولتی، کسی نے پیچھے سے اسے بازو سے دبوچا اور اگلے ہی لمحے اس کی ناک سے کوئی گیلا کپڑا ٹکرایا۔ جس پر لگے کیمیکل کی تیز ناقابل برداشت چبھتی ہوئی بو نے لمحے بھر میں اسے ہوش و خرد سے بے گانا کر دیا۔ فون کو تھامے اس کی سخت گرفت ڈھیلی پڑی، اور وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹتا زمین سے ٹکرایا۔

♦♦♦

شام ڈھل چکی تھی، اور رات کا اندھیرا سارے جہاں پر پھیلنے لگا تھا۔ ہوٹل کی چکاچوند ہمیشہ کی طرح آنکھیں چندھیا رہی تھی۔ باہر سڑک کے ساتھ بنے پارکنگ لاٹس کچا کچ بھرے ہوئے تھا۔ ہر طرف چہل پہل، اور بے فکر قہقہے تھے۔ دوسری منزل پر موجود داؤد سلطان کے سوئیٹ کے، کانفرنس روم میں، ڈینئیل کی ٹیبل کے گرد وہ تینوں کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے سامنے رکھے پی سی پر چار کیمرے کھلے تھے۔ جن پر مختلف جگہیں دیکھی جا سکتی تھیں۔ ان میں سے ایک میں حسن المغربی کے مینشن کا بیرونی منظر دکھتا تھا جبکہ باقی کیمرے

اندر کے مختلف حصوں کے مناظر دکھاتے تھے۔جوزف انٹر کام بجنے پر وہاں سے ہٹ گیا۔داؤد ایک ہاتھ سینے پر لپیٹے دوسرے ہاتھ سے تھوڑی کھجاتا، سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔سفید سادہ سویٹر جو نرم ملائم سا تھا اس کے کسرتی جسم پر جچ رہا تھا۔وہ ڈینئیل کی بات پر سنجیدہ ہو کے اثبات میں تائید کر رہا تھا۔

"چلو تم دیکھو۔۔۔کوئی سراغ ملے تو بتانا مجھے۔۔۔باقی طارق تم سراجیوا کی ایجنسی کی فائل تیار کر کے باس کو بھیجو۔۔۔اور اپ ٹو ڈیٹ فائل ہو۔۔۔میری پیدائش سے پہلے کی نہیں ۔۔۔" پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتا وہ کمرے سے نکلتے ہوئے بولا،ڈینئیل کھسیانا ہو کر ہنسا تو طارق نے زہر خند نظروں سے اسے گھوری سے نوازا،اور پھر اسے اس کے گھونسلے دار بالوں والے سر پر ایک چپت رسید کی۔

"بات بات پر کھسرے ہنستے ہیں۔۔۔" اور سر کو دائیں جانب جھٹکا۔پھر اپنی ٹیبل پر جا کے بیٹھ کے لیپ ٹاپ کھولا۔ڈینئل کی دبی دبی ہنسی ایک اونچے قہقہے میں بدلی۔

www.novelsclubb.com

دوسری جانب اپنے کمرے میں داخل ہوتے داؤد سلطان نے کھڑکی کا پردہ ہٹا کر عادتاً باہر جھانکا۔ اس کی سائیڈ ٹیبل میں موجود دوسرا فون جسے وہ سلطان مغربی کے طور پر استعمال کیا کرتا تھا بجنے لگا۔اس نے آگے بڑھ کر دراز کھولی۔کال کٹ چکی تھی۔نمبر غیر شناسا تھا۔کال کی نوٹیفیکیشن کے فوراً بعد ایک میسیج موصول ہوا،اس کی گرے آنکھوں کی مڑی ہوئی پلکیں، میسیج پر جھکیں تھیں۔

"پریسہ کنعان۔۔"وہ اس میسیج پر ٹھٹھکا۔جو لوگ اسے سلطان مغربی کے طور پر جانتے تھے ان میں سے ایک کو بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ پریسہ کنعان نامی لڑکی کو جانتا ہے،اس کے اپنے گروپ میمبرز کو نہیں معلوم تھا، سوائے طارق کے۔اور نہ ہی پریسہ کے پاس اس کا یہ نمبر تھا، وہ اس نمبر سے اسے میسیج کر بھی نہیں سکتی تھی۔اس نے سوالیہ نشان بھیجا۔فوراً سے کال آنے لگی وہ کمرے سے باہر نکلا۔اور سیدھا اسی روم میں آیا جہاں طارق بیٹھا تھا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا فون میں بیلینس ڈلوا دینا۔۔۔"اس کی آواز برہم تھی۔طارق ایکدم اچھلا،اور جیسے ہی داؤد کی جانب نگاہ اٹھائی۔وہ اس کا اشارہ سمجھ گیا۔اس نے لیپ ٹاپ پر تیزی

سے کئی بٹن دبائے۔ماتھے پر پسینہ سا چمکنے لگا۔دوسری جانب فون کان سے لگائے اس نے دبی دبی سی آواز سنی۔گویا کسی کا منہ باندھا جائے اور وہ بولنے کی کوشش کرے۔

"ہیلو۔۔۔ہوا زدیئر۔۔۔"اس کی آواز سخت تھی۔کسی بھی فکر سے عاری۔

"تمہاری یہ لڑکی میرے پاس ہے۔۔۔اور اگر تم اسے یہاں سے لے جانا چاہتے ہو تو اپنے کسی آدمی کو خبر کئے بغیر خاموشی سے اس لوکیشن پر چلے آؤ۔۔۔"

"میں کسی لڑکی کو نہیں جانتا۔۔۔"اس کا ماتھا ٹھنکا۔

"کیوں اتنی جلدی بھول گئے اسے۔۔۔۔"پھر اس کے چلنے کی آواز سنائی دی۔وہ لکڑی کے کسی فرش پر چل رہا تھا۔اب کہ فون پر ویڈیو کیمرا کھلا۔اور وہ اسے سامنے دیکھ کر ساکت رہ گیا۔وہ وہاں کیسے پہنچی،دماغ ایک دم گھوم گیا۔فون پر اس کی گرفت اتنی سخت ہوئی گویا وہ اسے توڑنا ہی چاہتا ہو۔

"میرے آدمی تم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔۔۔اگر تم نے کسی کو ساتھ لیا، تو اس کو مارنے کے لئے میری صرف ایک گولی خرچ ہو گی۔۔" مقابل کی آواز پر اس کا جبڑا بھینچا تھا۔اور چہرے پر خطرناک سی سرخی پھیلی۔اس نے وہ ویڈیو کال بند کی اور فون کان سے لگایا۔

"یہ لڑکی جو کوئی بھی ہے۔۔۔اس سے مجھے سروکار نہیں۔۔۔لیکن تم سے میں ملنے ضرور آرہا ہوں۔۔۔" اس نے فون جیب میں ڈالا تھا اور باہر لپکا۔گاڑی کی چابی، دیوار میں لگے ہک سے نکالتے، وہ لفٹ کی جانب بھاگا۔طارق نے اپنا آئی پیڈ ہاتھ میں لیا۔اور پھرتی سے اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ وہ تقریباً گرتا پڑتا اس کے پیچھے پارکنگ لاٹ تک پہنچا۔اس نے گاڑیوں کی طویل قطار میں داؤد کو ڈھونڈنا چاہا۔اور تبھی اس کی سائیڈ سے اس کی سیاہ گاڑی زن سے تیر کی طرح گزری۔وہ سر پر ہاتھ رکھے منہ کھولے گاڑی کو دور ہوتے دیکھے گیا۔پھر اسے زمین ٹھنڈی سی محسوس ہوئی۔سر جھکا کر نیچے پیروں کو دیکھا، تو احمقانہ مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ۔ اور پھر اس کا چہرہ یکدم سنجیدہ ہو گیا۔جیسے خود کو کوسا ہو۔"تم سے وہ سیدھے منہ بات نہیں کرتا اور تم بنا جوتوں کے ان باریک موزوں میں اس کے پیچھے دوڑے چلے جائے۔پھر اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔اس کا آئی پیڈ لیپ ٹاپ کے ساتھ لنکڈ تھا۔اس نے انگلی سے اس کی سکرین

چھوتے اسے آن کیا۔داؤد کے اشارے پر وہ پریسہ کا فون وہ ٹریک کر چکا تھا۔وہ کسی انڈسٹریل ایگل ایریا کی کسی عمارت کے قریب تھا۔اس نے پاس سے گزرتے ہوٹل یونیفارم میں ملبوس اس ملازم کو آواز دی اور اسے جلدی سے روم نمبر بتا کر جوتے لانے کو کہا۔وہ چند لمحے وہاں انتظار میں کھڑا رہا،اس کے آتے ہی عجلت بھرے انداز میں جوتے پہنے اور اپنی گاڑی کی جانب بھاگا۔ کچھ ساعتیں گزرنے کے بعد وہ ایکسیلیٹر پر پیر دبائے آس پاس کی گاڑیوں کی پرواہ کیئے بغیر سڑک پر گاڑی کو جہاز سمجھ کر اڑائے جا رہا تھا۔

♦♦♦

گرین ہاؤس سے منسلک پریسہ کی رہائش گاہ کے کچن میں کھڑی ایلف فون کندھے سے کان پر لگائے،پریسہ کے نمبر پر جاتی گھنٹیاں سن رہی تھی۔اس کے دونوں ہاتھ سبزی کاٹنے میں مگن تھے۔کچن کاؤنٹر پر رکھے کٹنگ بورڈ کے سامنے ایلف کی کچھ دیر قبل لائی گئی گراسری پھیلی تھی۔(کہاں چلی گئی ہے یہ لڑکی۔۔)بڑبڑاتے ہوئے وہ سنک تک آئی اور ہاتھ دھوئے۔پھر ایپرن کی پاکٹ سے نکلتے تولیے نما کپڑے سے ہاتھ خشک کئے اور کان سے فون ہٹا کر دوبارہ کال ملائی۔اس کی پیشانی پر فکر مند شکنیں تھیں۔آج اتوار تھا۔اس کی چھٹی تھی۔علائیزہ سے بھی وہ

کل ہی مل کر آئی تھی۔علائیزہ کے خیال پر اس نے جلدی پریسہ کی طرف جاتی کال ختم کی۔اور علائیزہ کو کال ملائی۔ایک دو گھنٹیوں بعد کال اٹھالی گئی۔

"علائیزہ۔۔!!،پریسہ تمہارے گھر ہے۔۔؟؟"۔وہ تیزی سے بنا سلام کے بولی۔

"آ۔۔۔نہیں آنٹی۔۔خیریت ہے۔۔"وہ جواباً جلد ہی بولی۔

"آٹھ بج گئے ہیں۔۔۔بہت دیر ہو گئی ہے وہ ابھی تک گھر نہیں آئی۔ویسے تو وہ چھ بجے سے پہلے پہلے گھر میں ہوتی ہے۔۔۔سوزین کے گھر گئی ہو گی شائد۔۔!!"

"نہیں۔۔سوزین تو آؤٹ آف سٹی ہے۔۔۔فون نہیں اٹھا رہی کیا وہ۔۔۔؟؟"علائیزہ کا نارمل لہجہ فکر مند ہوا۔ایلف چلتے چلتے کھڑکی تک آئی۔

"آپ فکر مت کریں آنٹی وہ آجائے گی،اتنی بھی دیر نہیں ہوئی،شائد وہ لائبریری میں مطالعے کے لئے گئی ہو۔۔؟؟"

"نہیں۔۔بہت لیٹ ہے۔۔لڑکیاں شام کے بعد گھر سے باہر اکیلی ہوں تو وہ خطرے میں ہوتی ہیں علائیزہ۔۔"

www.novelsclubb.com

"کم آن آنٹی اتنی ٹینشن کی بات نہیں ہے، سارا شہر روشن ہے۔۔۔آپ کے گھر کے باہر اندھیرا اس لئے زیادہ ہے کیونکہ پریسہ نے میرے کہنے کے باوجود وہاں لائیٹ نہیں لگائی۔۔۔۔" وہ کھلکھلائی تھی، وہ ان کی فکر زائل کر رہی تھی۔

"بیٹا۔۔۔۔مجھے رات کے اندھیروں سے ڈر لگتا ہے۔۔میں چاہتی ہوں وہ جلدی گھر لوٹ آئے ۔۔"اس نے فکر سے رات کے اس خطرناک اندھیرے کو دیکھا۔"لڑکیوں کو وقت پر گھر پہنچ جانا چاہئے ورنہ وہ رات کی سیاہی کا شکار ہو جاتی ہیں، یہ دنیا کمزور لوگوں کی ہے۔۔ان کے نفس کو یہ رات سیاہ کرنے میں دیر نہیں لگاتی۔۔۔۔۔تم اس کا پتہ کرو کہیں، میرا دل گھبرا رہا ہے ۔۔۔"

www.novelsclubb.com

علائیزہ نے چند لمحے لئے ان کی بات سمجھنے میں۔وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھیں۔آئے دن لڑکیاں غائب ہو جاتیں تھیں۔ان میں سے اکثر وہی ہوتیں تھیں۔جو جاب کی نائٹ شفٹ پوری کر کے گھر لوٹ رہی ہوتیں تھیں۔ایسا نہیں تھا کہ یہ واقعات صرف رات میں ہی ہوتے تھے ۔لیکن ان میں زیادہ کی تعداد کا وقت رات کا ہی ہوتا تھا۔اس نے فون رکھ دیا۔اور سوزین کی

دوست کے نمبر پر کال کی جو اس وقت لائبریری میں ہی ہوتی تھی۔اس نے فون پر اس سے بات کی تو اس نے بھی پریسہ کی وہاں موجودگی کی نفی کی۔اس کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا۔اس کے کمرے کی کھڑکی کے پار نظر آتا شہر روشنیوں سے بھرپور تھا، لیکن یہ روشنیاں اس سیاہی کو کم کرنے میں ناکام تھی۔جو اس وقت زمین پر پھیلی تھی،اور شائد کمزور لوگوں کے کمزور نفس پر بھی۔

♦♦♦

جس گھر کے سامنے سے اسے اس کا فون ملا تھا،وہ وہاں نہیں تھی،وہ اس کے بعد اسی طرف گیا جو لوکیشن کالر نے اسے بتائی تھی۔وہاں سے یہاں تک کا فاصلہ اس نے گاڑی میں طے کیا تھا۔وہ کچھ دیر قبل یہاں آیا تھا،اور جیسے ہی وہ گاڑی سے نکلا تھا۔پستول کی ٹھنڈی نال اس کی گردن کی پشت سے ٹکرائی تھی۔اور اس کے بعد اس نے انہیں اپنی آنکھوں پر کوئی کپڑا باندھتے دیکھا۔

"موو۔۔۔!!"ان میں سے کسی ایک نے اس کے کندھے کو پستول کی نال سے جھٹکا۔اور اس کے ہاتھوں کو ہتھکڑی نما کوئی شے لگائی۔

"چلتے جاؤ۔۔آگے۔۔۔۔"اس کے عقب میں قدموں کی آواز زیادہ تھی۔اوران کی حرکات پران کی ملبوسات کی رگڑ کی آواز،وہ تقریباً تین لوگ تھے۔دو دائیں بائیں اور ایک آگے۔پھر ایک جگہ اسے رکنے کو کہا گیا،اور چابیوں کے کھنکنے کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔دروازہ کھلا۔اوراسے اس یخ بستہ کمرے کی فضا کا احساس ہوا۔ضرور یہاں دیواروں میں سراخ تھے۔ اور یہ ہوا۔۔اس نے ایک سانس لی۔اس میں مختلف جنگلی جڑی بوٹیوں،کچھ خاص درختوں اور چکنی مٹی کی خوشبو تھی۔اس کمرے کے عقب میں جنگل تھا۔کوئی شخص اس کے پیر سے زنجیر باندھ رہا تھا،وہ موٹی لوہے کی مضبوط زنجیر تھی جس کا کھولا جانا انسانی ہاتھوں کا کام نہیں تھا۔اور نہ ہی وہ کسی قسم کے لاک سے کھلتی تھیں۔اس میں لگے پیچیدہ لاک صرف ایک دفعہ کھلتے اور بند ہوتے تھے۔اس کے بعد اگر انہیں کھولا جانا ہوتا تو وہ کسی لوہے کاٹنے والی مشین سے ہی کاٹے جا سکتے تھے۔اس کے بندھے ہوئے ہاتھ انہوں نے کھول دئے تھے۔اوران کی اس حرکت پر وہ اندر ہی اندر استہزایہ مسکرایا تھا۔

"تم تب تک اپنی آنکھوں کی پٹی نہیں ہٹاؤ گے جب تک ہم تمہیں دروازہ بند کر کے چلے نہ جائیں۔۔۔"کہتے ہوئے ان کے چند قدم چلنے کی آواز آئی اور پھر دروازہ ان کے پیچھے بند ہو گیا

۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی آنکھوں سے پٹی ہٹائی، پلکیں جھپک کر اس نے چہرہ اٹھایا اور اس کی نظر دیوار سے ٹیک لگائے، سیاہ پھولے ہوئے کوٹ میں پریسہ کنعان پر پڑی۔اس کی آنکھیں اور ناک سردی اور رونے کے باعث سرخ نظر آتی تھی۔اس نے استعجاب لی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا۔اسے وہاں دیکھ کر ایسا محسوس ہوا تھا، جیسے تپتی دھوپ میں اسے ٹھنڈی چھاؤں مل گئی ہو، خوف سے پتے کی مانند لرزتے دل کو، کچھ سہارا سا ملا تھا، لیکن وہ سمجھ نہیں پائی، انہوں نے اسے کال کیوں کی تھی، یہ لوگ جو کوئی بھی تھے یہ چاہتے کیا تھے، لیکن اس کا دل یکدم خود پر جمی اس کی انگارہ آنکھوں پر ڈوب کے ابھرا تھا۔ان نظروں نے گویا اس کے سارے جسم پر چیونٹیاں سے چھوڑ دی تھیں۔وہ پہلو بدل کر نظریں چرا گئی۔

www.novelsclubb.com

"تو کس بہانے سے ادھر لے کر آئے تمہیں پریسہ کنعان۔۔۔کیا چاکلیٹ دی تھی۔۔؟؟"اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔وہ پہلو بدل کر رہ گئی، کچھ دیر بعد بولی تو آواز بھیگی ہوئی تھی۔

"مجھے فون آیا تھا کہ میرے دادا کی۔۔اس نے لب بھینچے۔ڈیڈ باڈی انہیں ملی ہے۔"

"بریلینٹ۔۔۔"اس نے داد دیتے ہوئے انداز میں سر نفی میں ہلایا، اور تالی بجائی۔

"تم نے سارے طریقوں میں سے ایک یہی طریقہ چنا بے وقوف بن جانے کا۔۔"

اس کے برہم لہجے پر اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا، اس نے ہونٹوں کا کنارا کھجایا۔"وہ فون کال ۔۔۔ایسی ہی تھی، بہت جلدی میں اور گھبراہٹ میں وہ شخص بول رہا تھا۔۔"

"اور تم لہجے ناپنے والا آلہ بن گئی۔۔۔انہوں نے کہا ہوگا پولیس کو مت لے کر آنا، بلکہ کسی کو بھی مت لے کر آنا۔۔۔اور تم سیدھی دوڑی چلی آئیں۔۔"اس نے نظریں جھکا کر کوٹ کو اپنے ارد گرد رسی سے بندھے ہاتھوں سے ٹھیک کرنے کی سعی کی۔چہرہ خفت سے گلابی ہو گیا۔وہ دایاں گال دانتوں میں سختی سے دبا گئی۔

"تم بھی تو آئے ہو۔۔۔"وہ منمنائی۔کوٹ کی نادیدہ سلوٹیں ٹھیک کرتے ہوئے، گویا وہاں اس سے زیادہ اہم کوئی بھی کام نہیں تھا۔

"میں اپنی مرضی سے آیا ہوں۔۔۔۔"اس نے چہرہ دائیں جانب جھٹکا اور اس کمرے کا جائیزہ لینے لگا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں۔۔۔!!۔۔" وہ اندر ہی اندر امڈتے سوال کو بے ساختہ لبوں پر آنے سے روک نہ سکی۔ دل ہی دل میں وہ اس کے وہاں پہنچ جانے پر شکر کر رہی تھی۔ اگر وہ وہاں تھا تو کم از کم وہ محفوظ تھی ۔اگر وہ وہاں اس کے لئے آگیا تھا، تو وہ اسے محفوظ بھی رکھ سکتا تھا۔

"ایسے ہی میں جاننا چاہتا ہوں اس سب کے پیچھے کون ہے۔۔۔" اس نے بنا اس کی جانب دیکھے اس کھڑکی کو دیکھا۔ جس پر بڑا سا تالا لگا تھا۔ وہ اتنی اونچائی پر تھی کہ کوئی بھی آسانی سے اسے پھلانگ سکتا تھا۔ دفعتاً دروازے کے اس طرف سے چابیوں کی کھنکناہٹ اور قدموں کی چھاپ سنائی دی۔ وہ ایک دم چونکی اور خود میں سمٹ کر ٹھنڈی دیوار کے ساتھ مزید چپک گئی۔ دروازہ کھلا، اور ایک آدمی، چہرے پر ٹوپا اور ماسک پہنے اندر آیا۔ اس نے ایک فائل پریسہ کے آگے پھینکی۔ اور ساتھ میں پین۔ اس آدمی کے دوسرے ہاتھ میں ایک ڈیوائس تھی۔ "میں آدھے گھنٹے میں واپس آؤں گا، مجھے اس کاغذ پر تمہارے سائن چاہیئے، اور اگر تم نے سائن نہیں کیے۔ تو میں۔۔۔" اس نے وہ ڈیوائس وہاں داؤد سلطان کے پیر میں ڈلی زنجیر سے اٹیچ کر دی۔ تو یہ بندہ گیا۔ یہ بم ایک گھنٹے بعد خود بخود ایکٹیویٹ ہو جائے گا۔ پھر کوئی اس کا ٹائمر نہیں روک سکے گا۔ اگر تم چاہتی ہو کہ تم دونوں یہاں سے صحیح سلامت واپس جاؤ تو اس فائل پر سائن کر دینا۔

www.novelsclubb.com

اور تم۔۔۔"اس نے سرد تاثرات لیئے داؤد کی جانب اشارہ کیا۔جو اسے شعلہ بار نگاہوں سے گھورے جارہا تھا۔"کسی قسم کی چالاکی مت دکھانا،ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔۔"داؤد کے ہاتھ کھول کر اس نے ان دونوں کو دیکھا،اور دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔وہ ششدر نگاہوں سے اس کے پیر سے جڑے اس ڈیوائس کو دیکھ رہی تھی۔داؤد نے جھک کر اس ڈیوائس کو دیکھا،اس کی نظریں یک لحظے کو بدلیں۔وہ اس ڈیوائس کو دیکھ کر چونکا تھا۔کسی نے اس کے قتل کا پورا انتظام کر رکھا تھا۔اور یہ کون تھا۔شائد حسن المغربی۔اس نے اپنے چہرے پر امڈ آنے والے غصے کو قابو کئے رکھا۔اس نے چہرہ اٹھا کر پریسہ کو دیکھا جو ساکت نظروں سے اس کے پیر سے لگے ڈیوائس کو دیکھ رہی تھی،جس میں لگی سرخ بتی جلتی بجھتی جارہی تھی۔

"کچھ خاص ڈیوائس نہیں ہے یہ،بس دھمکانے کے لئے یہاں لگائی ہوئی ہے،کچھ نہیں ہو گا اس سے۔۔۔"اس نے اس کے سفید ہوتے چہرے کو دیکھا۔"دکھاؤ اس فائل میں کیا ہے۔۔۔" وہ چلتا ہوا اس کی جانب آیا۔زنجیر کی حرکت کرنے کی آواز کمرے میں گونجی۔پریسہ نے کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ وہ فائل کھولی۔اس میں نکاح نامہ تھا۔وہ ساکت رہ گئی۔چہرہ لٹھے کی مانند سفید

ہو گیا۔ ”یہ کون لوگ ہیں۔۔۔اس نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔ جس نے اس کے ہاتھ سے وہ فائل لی تھی۔ایک دو صفحے پلٹے۔۔اور اس کا جبڑا تن گیا۔

”کیا۔۔۔یہ لوگ سچ۔۔۔میں ہمیں مارنے والے ہیں۔۔۔؟؟“اس نے نیلے ہوتے لبوں کے ساتھ اٹک اٹک کر بولتے ہوئے کہا تھا۔وہ اس کے لہجے پر چونکا۔پھر اس نے اس کے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھا۔وہ زور سے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

”پریسہ۔۔۔!!۔۔“اس نے اسے پکارا۔لیکن وہ شائد سن نہیں رہی تھی۔ایک دو بار مزید پکارنے پر بھی جب وہ سن نہیں رہی تھی۔تو وہ فکر مند ہوا۔اس کی یہ حالت اس نے لائبریری میں دیکھی تھی،جب اس کی سٹیپ سسٹر اس سے کسی بات پر الجھ پڑی تھی۔اس نے زمین سے وہ فائل اٹھائی۔پھر اس میں سے وہ کاغذات نکالے اور اس کے چہرے کے سامنے کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔اس کی آنکھیں ایک دم خوف سے پھیلیں۔”یہ تم نے کیا کیا۔۔۔وہ ویسے ہی ہمیں مارنے والے ہیں۔۔۔“وہ ایک دم چیخی تھی۔”کیوں تم اس نکاح نامے پر سائن کرنا چاہتی ہو۔۔۔۔“

www.novelsclubb.com

"میں نے تم جیسی بے وقوف لڑکی کبھی نہیں دیکھی۔۔۔تم پہلے ان کی جھوٹی کال پر دوڑی چلی آئیں،اور اب برا سوچ سوچ کر اپنے پینک اٹیک کو دعوت دے رہی ہو۔۔۔۔" وہ پنجوں کے بل زمین پر اس شہد رنگ بالوں والی لڑکی کی سیاہ آنکھوں میں جھانک کر الفاظ چباتے ہوئے بول رہا تھا۔

"تمہیں اپنے ارگرد سے چوکنا رہنا چاہیئے، تمہارے آس پاس کوئی بھی ہو سکتا ہے جو تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے، لیکن تم ٹھہری بے وقوف، سوچے سمجھے بغیر کچھ بھی کرنے والی۔۔۔"

وہ خاموش رہی۔ پھر ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھیں صاف کی۔ پھر اس نے نظریں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

www.novelsclubb.com

"میں بے وقوف نہیں ہوں۔۔۔" کپکپاتے لہجے میں وہ تقریباً اس پر چلائی تھی۔ "میں اس لیا برا سوچ رہی ہوں کیونکہ، میرے ساتھ ہمیشہ برا ہوا ہے۔۔۔میں اپنے دیدا کی خبر پر اس لئے دوڑی چلی آئی کیونکہ۔۔۔" وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا، اس کی ٹرک کام کر گئی تھی۔ وہ اسے غصہ دلانا چاہتا تھا، کیونکہ اس وقت وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کے اسے بچوں کی طرح پچکار نہیں سکتا تھا۔ وہ

PTSD کی مریض تھی، ایسے مریضوں کو پینک اٹیک کے وقت بہت دھیان سے سنبھالنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ اس کو اس طریقے سے ٹریٹ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جتنا بھی اوپن مائنڈڈ ہو، اس کی اپنی باؤنڈریز تھیں۔ اور اس وقت وہ دونوں کمرے میں اکیلے تھے۔ اس کے لئے اس سے آؤٹ آف داوے جا کر بات کرنا مناسب نہیں تھا۔ اس وقت اس کی مدد وہ ایسے ہی کر سکتا تھا۔ اس کے اموشنز شفٹ کر کے۔

"وہ میرے لئے ایک آخری شخص تھے اس دنیا میں، میں ان کے بارے میں کوئی بھی بات برداشت نہیں کر سکتی، وہ میرے لئے میری پوری فیملی تھے۔۔۔ تم میری سچویشن نہیں سمجھ سکتے، اس لئے آئندہ مجھے بے وقوف مت کہنا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ ہچکیوں کے درمیان بات کرتی، اپنی آنکھیں صاف کر رہی تھی۔ وہ ایک لمحے کے لئے ساکت سا اس کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو دیکھے گیا تھا۔ پھر اس نے زمین پر پھیلے کاغذات کو دیکھا۔ اور اس کے بعد اس کی نظریں اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں تک گئیں۔ اس کی کلائیوں پر رسی کس کر باندھی گئی تھی۔

"ٹھیک ہے تم زیادہ نہیں تھوڑی سی بے وقوف ہو۔۔۔" یہ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر ایک نرم سی مسکراہٹ پھیلی تھی۔ "اور تم روتی بھی بچوں کی طرح ہو۔۔۔بس ایک چیز کی کمی ہے ۔۔۔۔" اس کی بات پر پریسہ نے ایک دم چہرہ اس کی طرف اٹھایا۔وہ اس کے غور سے دیکھنے پر جز بز ہوئی۔اس کی سوالیہ نظریں بھانپ کر وہ پوری سنجیدگی سے بولا۔

"تمہاری ناک نہیں بہہ رہی بس۔۔۔!!۔۔۔"۔اس کے آنسوؤں میں مزید تیزی آگئی۔لیکن پھر فوراً اپنا چہرہ اس کی کی جانب سے موڑ دیا۔اور اس کی نظر اس کے کان کے پیچھے بالوں میں لگی ہیئر پن پر پڑیں۔داؤد سلطان کی آنکھیں چمکیں۔

"تم برا نہ مانو تو یہ ہیئر پن مجھے دے دو۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ جو چہرہ موڑے ہوئے تھی۔ایک دم چونکی۔"کیوں۔۔۔۔؟؟"اس کی آنکھوں میں تعجب اتر آیا۔

داؤد سلطان نے کھڑکی کی جانب چہرے سے اشارہ کیا تھا۔۔۔

"کیا تم یہ کھول سکتے ہو۔۔۔"اس کا چہرہ ایک دم پر امید ہوا تھا۔داؤد نے اس زنجیر کو دیکھا۔وہ اتنی لمبی نہیں تھی کہ وہ کھڑکی تک پہنچ پاتا۔

"نہیں۔۔۔میں وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔اسی لئے یہ لاک تم کھولو گی۔۔۔"پھر اس نے اس کے ہاتھوں کو دیکھا۔"میں تمہارے ہاتھ کھول سکتا ہوں۔۔۔؟؟"وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دئے۔وہ اس کے ہاتھوں کے گرد سختی سے باندھی گئی،رسی کھول رہا تھا۔یک لخت وہ رکا تھا۔شائد رسی کے ان نشانوں کو دیکھ کر۔پر یسہ سمجھ نہیں پائی۔جب اس کے ہاتھ کھل گئے،تو اس نے اپنے بالوں سے وہ ہئر پن نکالی۔

"اب جیسے جیسے میں تمہیں بتاتا جاؤں گا تم کرتی جاؤ گی۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن مجھے لاکس کھولنے نہیں۔۔۔۔"داؤد کے چہرے پر نظر پڑی تو اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

"وہ ابرو اچکائے اسے طنز بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا،گویا کہہ رہا،جیسے اس کہ پاس یہ بولنے کا آپشن بچا ہے"۔

♦♦♦

وہاں سے کئی میل دور، ہوٹل گرینڈ کی دوسری منزل کی ایک کھڑکی جو داؤد سلطان کے سوئیٹ کے آپریٹیو روم میں کھلتی تھی، وہاں پی سی کے پیچھے بیٹھے ڈینئیل نے ایمر مرات کو کسی نئی گاڑی میں حسن المغربی کے گھر میں اندر داخل ہوتے دیکھا۔ وہ کرسی پر تھوڑا آگے کو ہوا۔(اس کے پاس یہ گاڑی بھی تھی۔۔؟؟لیکن کب سے)اس نے چونکتے ہوئے کی بورڈ پر ایک بٹن کئی دفعہ دبایا۔اور گاڑی کے دو تین سکرین شاٹس لے کر اسے گاڑی سے نکلتا ہوا دیکھنے لگا۔اس کے ماتھے پر پٹی بندھی تھی۔کچھ لمحوں بعد اب وہ پی سی پر کھلی دوسری سکرین میں دکھ رہا تھا۔ایمر نے کئی لوگوں کے درمیان بیٹھے حسن المغربی سے جھک کر کان میں کچھ کہا تھا۔اس نے ہاتھ سے سب کو محفل برخاست ہونے کا اشارہ دیا۔کمرے میں ہل چل مچی،اور کچھ ہی دیر میں کمرہ خالی ہو گیا۔ڈینئیل نے ٹیبل پر رکھی پانی کی بوتل لبوں سے لگائی۔اس کے کانوں پر لگے ہیڈ فون میں ایمر کی آواز گونجی۔

”ڈیڈ۔۔۔سلطان مغربی کو مارنا چاہتے ہیں۔۔۔انہوں نے اسے کہیں بند کر رکھا ہے۔اور اس کے پیر سے جڑا بم کبھی بھی پھٹ سکتا ہے۔۔“

ڈینیل کے حلق میں پانی پھنسا تھا۔اس نے جوزف کو آواز لگائی تھی۔لیکن کوئی آواز نہ پا کر اس نے فون اٹھایا۔اور طارق کو کال ملائی۔اس کا فون بند جا رہا تھا۔اس نے پاس پڑے ایک اور لیپ ٹاپ کو کھولا۔اسے ایمر کے فون کو ٹریک کرنا تھا۔کانوں پر لگے ہیڈ فونز میں ان کی آوازیں وہ بخوبی سن رہا تھا۔

سکرین پر نظر آتے حسن المغربی کے چہرے کے تاثرات بدلے، چہرے پر غصے کے غضب ناک آثار دکھائی دئے۔

"تو تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔"وہ اتنی زور سے دھاڑے تھے کے کمرے کے باہر کھڑے مستعد باڈی گارڈز دہل کر رہ گئے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے وہ زندہ چاہیئے، مردہ نہیں۔۔۔جیمز۔۔۔!!!،۔۔۔"اس کے غصے نے ہر طرف ہل چل مچادی تھی۔"تم لوگ اسے زندہ یہاں لے کر آؤ گے۔۔۔۔!!اگر میرے بھتیجے کو کچھ ہوا، تو تمہاری گردنیں میں خود اپنے ہاتھوں سے کاٹوں گا۔۔۔"وہ سب سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں باہر لپکے۔جیمز ایک ٹول باکس اٹھائے ہانپتا کانپتا گاڑی میں پیچھے بیٹھا۔اور گاڑی زن سے کھلتے

مین گیٹ سے باہر نکل گئی۔ پیچھے دو گارڈز مستعدی سے حسن المغربی کی جانب بڑھے۔ ''اس ہڈ حرام کو میرے پاس لے کر آؤ۔۔۔''

''کس کو سر۔۔۔'' باڈی گارڈ نے کچھ ہکلاتے ہوئے، سہمے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

''مرات بیسیل۔۔۔!!اور کس کو۔۔۔'' وہ زور سے گرجا۔اور باڈی گارڈ کان میں لگے آلے میں، اپنے ماتحت کو ہدایات دینے لگا۔ لمحے بھر پہلے کے چھائے سکوت کی جگہ بھاگ دوڑ اور ہل چل نے لے لی تھی۔

ڈینیل نے وہ لیپ ٹاپ اٹھایا تھا۔ایمرکا ٹیب کنیکٹ ہو چکا تھا۔ لیکن جوزف اور طارق میں سے کوئی بھی اس کی کال نہیں اٹھا رہا تھا۔ وہ پھولتی ہوئی سانسوں کے درمیان اب سلجوق احمد کو کال کرنے لگا۔ دوسری جانب سے کال اٹھالی گئی تھی۔ وہ سوئیٹ کا دروازہ کھلا چھوڑ کے باہر بھاگا تھا۔ ایک وقت میں کئی لوگ اس ایک لوکیشن کی جانب بھاگے تھے، جو ڈینیل کی لیپ ٹاپ سکرین پر سرخ دھبے سے نشاندہی کر رہی تھی۔

♦♦♦

شہر موسٹر کے سیاہ تاروں بھرے آسمان تلے،اس سنسان سے علاقے میں موجود،گھر کے لاکڈ کمرے میں،وہ اسے ہدایات دیتا جارہا تھا،جس پر وہ سنجیدگی سے عمل کر رہی تھی۔لیکن مسلسل تین دفعہ ناکام ہونے کے بعد اب اس کے چہرے پر مایوسی اور اکتاہٹ کے آثار نظر آنے لگے۔

"مجھ سے نہیں کھل رہا یہ لاک۔۔۔"وہ پلٹ کر اسے پریشانی سے دیکھے گئی۔

"دوبارہ کوشش کرو۔۔۔"وہ تین دفعہ یہ جملہ سن چکی تھی۔"میں جانتی ہوں نہیں کھلے گا یہ لاک۔۔۔میں اپنی بری قسمت سے کبھی نہیں جیتی،تو آج کیسے جیت سکتی ہوں۔۔۔"

"تم جب تک یہ سوچ ذہن میں رکھو گی،ہر بار یونہی فیل ہو گی۔۔۔کیا تم لا آف ایٹریکشن کے بارے میں نہیں جانتی پریسہ،تمہیں اس پوری دنیا کو اپنی active energy سے بتانا پڑھتا ہے کہ تم یہ کام کر لو گی،تم ہر بار ہار کر بھی اس ہار کو تسلیم نہیں کرو گی،تو کسی نہ کسی پوائنٹ پر تمہارا کام ہو جائے گا۔۔۔"وہ سینے پر ہاتھ باندھے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا کمرے کی چھت کو دیکھنے لگا۔

"ہمارے پاس وقت کم ہے۔۔۔اور تمہیں یہاں سے کسی بھی حالت میں نکلنا ہے۔۔۔"اس کا

چہرہ سنجیدہ تھا،اب وہ اس کی جانب دیکھنے لگا۔اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر گردن پیچھے گھمائی اور اسے دیکھا۔اس کی آنکھیں داؤد سلطان کی سرمئی آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔وہ سرمئی آنکھیں متفکر تھیں۔وہ چونکی۔

"مجھے۔۔۔۔صرف مجھے کیوں۔۔۔؟؟تم نہیں نکلو گے کیا۔۔۔"اس کی نظریں اس کے چہرے سے پھسل کر اس کے پیر سے جڑی اس ڈیوائس پر پڑیں جس کی بتی اب بھی جل بجھ رہی تھی۔

"میں نکل جاؤں گا۔۔۔چلو دوبارہ کوشش کرو۔۔۔اس دفعہ اپنی قسمت کو ہرانے کا سوچ کر ۔۔۔تمہیں یقیناً اپنی سٹیپ مام کی سازش کو کامیاب ہوتے نہیں دیکھنا"

www.novelsclubb.com

اس نے کچھ دیر کے لئے اسے دیکھا اور پھر کھڑکی کی جانب گھومی۔اسے یہاں سے نکلنا تھا۔کسی بھی حال میں،وہ واقعی میں ان کے کسی دھوکے میں نہیں آنا چاہتی تھی۔اس کے دل ایک ٹھیس سی ابھری،اس نے ہمیشہ سے ان سے غلط رویے کی امید کی تھی لیکن کبھی ان کا اس کے خلاف

اس طرح جانا، یہ تو اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔اس نے اس ہیئر پن کو دیکھا۔اور پھر نظریں اٹھا کے اس زنگ آلود تالے کو۔اس کی گلابی آنکھوں میں غم و غصہ امڈ آیا تھا۔

"میں یہ کر سکتی ہوں۔۔۔"اس نے دل ہی دل میں خود کو باور کروایا۔اور جیسے جیسے اس نے اسے کرنے کو کہا تھا، وہی کرتے اس نے پن کو چابی کی طرح گھمایا، پھر ایک اور دفعہ، اور کلک کی آواز پر اس کی دھڑکن تیز ہوئی، تالا کھل چکا تھا۔وہ بے یقینی سے تالے کو دیکھتی جا رہی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو تم۔۔۔کھڑکی کھولو۔۔۔"اس کے آواز میں عجلت تھی اس نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔

"یہ زنجیر۔۔۔۔"اس نے اس کے پیر کی طرف دیکھا۔"یہ کیسے کھلے گی۔۔"

اس میں بھی کوئی لاک تو ہو گا۔"وہ جھجک کر بولی تھی۔دروازے کے پار کچھ دور سے داؤد سلطان کو قدموں کی آواز سنائی دی۔وہ قریب آ رہے تھے۔

"وہ لوگ اس طرف آ رہے ہیں، تم فوراً نکلو۔۔۔ہری اپ۔۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن تم کیا کرو گے۔۔۔"اس نے پھر سے اپنی بات کی، چہرے پر خوف پھیلا تھا۔"یہ ڈیوائس۔۔۔اگر یہ واقعی کوئی بم ہوا۔۔۔"

"یہ بم نہیں ہے۔۔۔یہ صرف ہمیں ڈرانے کے لئے لگایا گیا ہے،اور تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔جاؤ۔۔"

"نہیں میں ایسے۔۔۔"

"پریسہ کنعان۔۔۔۔"وہ اس دفعہ اتنی سختی سے بولا تھا۔کہ وہ سہم کر رہ گئی۔

"کھڑکی کھولو۔۔۔اور پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا۔تمہارے پاس وقت نہیں ہے۔۔وہ لوگ یہاں پہنچنے والے ہیں۔۔۔"اس نے ہاتھ میں بندھی رسٹ واچ کو دیکھا تھا۔پریسہ نے لرزتے دل کے ساتھ وہ کھڑکی کھولی، ٹھنڈی ہوا کا یخ بستہ جھونکا کمرے میں گرے ہوئے کاغذ کے ٹکڑوں کو چاروں طرف پھیلا گیا۔کھڑکی کے پار پھیلے گھنے درختوں کی قطار سیاہی میں خوفناک ہیولوں کی مانند لگ رہی تھی۔اس کے جسم نے خوف سے ایک بے ساختہ جھرجھری لی۔اس نے ایک نظر پیچھے مڑ کر اس شخص کو دیکھا۔جو نہ تو پورا اجنبی تھا نہ ہی پورا اپنا۔لیکن اس کے لئے دل میں

امڈتے ایک نئے احساس نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔وہ وہاں اس کی وجہ سے پھنسا تھا۔وہ ایسے کیسے بھاگ سکتی تھی۔چاند کی روشنی کے باعث وہ کچھ کچھ دیکھ پا رہی تھی۔اس نے کھڑکی سے نیچے جھانک کر دیکھا۔وہ اتنی اونچی نہ تھی وہ آسانی سے پھلانگ کر بھاگ سکتی تھی۔کھڑکی پھلانگ کر اس نے ایک لمحے کو ایک آخری نظر اس پر ڈالی۔اور کھڑکی کے پٹ آپس میں بند کر کے، تیز قدم اٹھانے لگی۔دل کی دھڑکنوں کے شور میں وہ کچھ اور سن نہیں پا رہی تھی۔ قدموں میں تیزی لاتے وہ دفعتاً پوری رفتار سے دوڑنے لگی۔کچھ ہی دیر میں پیچھے اس کمرے سے شور سا اٹھا تھا۔وہ آدمی چلا رہے تھے۔وہ ایک درخت کے اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔پھولتی سانسیں اس کا سینہ جلائے جا رہی تھی۔یہاں سے وہ اس گھر کا کچھ حصہ دیکھ پا رہی تھی۔وہ سارے آدمی اس کھڑکی سے اسی جانب باہر پھلانگ کر اتر رہے تھے۔وہ الرٹ ہوئی۔اور درختوں میں بمشکل نظر آتے اونچے نیچے راستے پر دوڑنے لگی۔کئی نوکیلی شاخیں اس کے چہرے کو زخمی کرتی گزر گئی۔آنسو تیزی سے اس کے گالوں پر پھسلتے جا رہے تھے۔آنکھوں میں بھرتے پانی کے باعث سب کچھ دھندلاتا جا رہا تھا۔اس کے عقب میں ایک دم ایک زوردار دھماکہ ہوا تھا۔اس کے قدموں تلے موجود زمین اتنی شدت سے ہلی تھی کہ وہ یک لخت منہ کے بل رپٹ

کے گری۔ماتھا کسی نوکیلے پتھر سے پوری شدت سے ٹکرایا تھا۔اس نے بے جان جسم کو بمشکل اٹھاتے گردن اس پرانے گھر کی جانب گھمائی۔دور درختوں کی کئی قطاروں کے اس پار، وہ گھر شعلوں کی لپیٹ میں تھا۔وہ اندر تھا، وہ اس کمرے میں بندھا ہوا تھا۔اس کے کانوں میں اس کی آواز گونجی۔(یہ صرف ہمیں خوفزدہ کرنے کے لئے لگایا گیا ہے، یہ کوئی بم نہیں ہے)۔اس کے جسم پر اتنی شدید لرزاہٹ کبھی طاری نہیں ہوئی تھی۔چہرے پر پھیلتی نمی کو آستین سے پونچھتے اس نے جاننے کی کوشش نہیں کی اس کا چہرہ خون میں نہاتا جا رہا تھا۔وہ بس ویران دردزیدہ نظروں سے ان شعلوں کو دیکھتی جا رہی تھی۔جو آسمان کی جانب لپکتے جا رہے تھے۔وہ ایک دم بیٹھے بیٹھے پیچھے کی جانب گری، اندھیرے اسے اپنی آغوش میں لے چکے تھے۔وہاں اس گھر کے قریب کچھ گاڑیاں کھڑی تھیں۔جو کچھ دیر پہلے وہاں نہیں تھیں۔ان میں سے کچھ لوگ اس گھر کے اندر لپکے تھے۔صرف ایک شخص تھا جو کچھ دور درخت سے ٹیک لگائے شیطانی نظروں سے اس گھر کو دیکھ رہا تھا۔کوئی بھٹکی ہوئی کوئل اس طرف آنکلی تھی۔جس کی ہر آواز وہاں آس پاس گونج سی جاتی تھی۔اس نے درخت کی ٹہنی پر بیٹھے بیٹھے کچھ لمحے اس شخص کو دیکھا۔چاند کی روشنی میں اس کے ماتھے پر بندھی پٹی واضح تھی۔اس نے جیب سے سگھار نکالا تھا۔پھر لائٹر

سے اسے جلا کر محظوظ نظروں سے لپکتی اس آگ کو دیکھنے لگا۔ ”کہاں ڈھونڈ پاؤ گے تم لوگ اب اسے، اس کا تو ناخن تک نہیں بچا ہو گا۔۔۔“ وہ ہنستے ہوئے سگھار منہ میں دبائے گنگنایا تھا۔

(باقی آئندہ ماہ۔انشااللہ)۔

اپنا فیڈبیک انسٹا گرام پوسٹ پر دینا مت بھولیں۔

@ammarahhussain_

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: